



قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا ﴿١٥٧﴾

بے شک آگے تمہارے پاس دلیل تمہارے پروردگار کی طرف سے اور انارو یا ہم نے تمہاری طرف روشن اور

مسئلہ قیام و سلام

اور محفل میلاد

مخدوم المملۃ حضور محدث اعظم ہند

حضرت علامہ سید محمد اشرفی، کچھنو چھوی رحمۃ اللہ علیہ



گلوبل اسلامک میشنز

نہو لک ہو ایترائے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سلسلہ اشاعت ۹۔۔۔۔



قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُبِينًا ۝

﴿القرآن: سورہ احقاف، ۱۲۴﴾

بے شک! آپؐ کی تمہارے پاس دلیل تمہارے پروردگار کی طرف سے اور انوارِ ایمان نے تمہاری طرف روشن نور
﴿معارف القرآن ۶﴾

مسئلہ قیام و سلام

اور

محفل میلاد

مصنف

مخدوم دولت حضور محدث اعظم ہند

حضرت علامہ سید محمد اشرفی، کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ



گلوبل اسلامک پبلیشرز

نیو یارک، نیو یارک

براجازت حضور شیخ الاسلام،
جائیں حضور محدث اعظم ہند رحمہ اللہ علیہ

’جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ‘

نام کتاب:	’مسئلہ قیام و سلام اور محفل میلاد‘
مصنف:	حضرت علامہ سید محمد اشرفی، کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ
پیش لفظ:	محمد مسعود احمد سہروردی، اشرفی
کمپیوٹر کتابت:	منصور احمد اشرفی
اشاعت اول:	رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ بمطابق اکتوبر ۲۰۰۴ء
اشاعت دوم:	دسمبر ۲۰۰۷ء بمطابق ذوالحجۃ ۱۴۲۸ھ تعداد: ۱۰۰۰
ناشر:	گلوبل اسلامک مشن، انک نیویارک، یو ایس اے



Published By:



Global Islamic Mission, INC.

P.O. Box 100

Wingdale, NY 12594

U.S.A.

www.globalislamicmission.com

فہرست

پیش لفظ	﴿۱﴾
تذکرہ حضور محدث اعظم ہند	﴿۲﴾
قول متعلم	﴿۳﴾
الجواب	﴿۴﴾
تمتہ	﴿۵﴾

وَالسَّلَامُ
عَلَيْهِ
صَلَّى اللَّهُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پیش لفظ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي وَنُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

امام بعد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَزِیْرَ نَفَرِ تالیف، گلوبل اسلامک مشن کے اشاعتی سلسلے کی نویں کڑی ہے۔ اور محدث اعظم ہند قدس سرہ کی تصنیفات میں یہ تیسری ہے، جسے شائع کرنے کا موقع ہمیں مل رہا ہے۔ اس سے پہلے حضور محدث کچھو چھوی علیہ الرحمۃ ہی کا ترجمہ قرآن، بنام معارف القرآن اور پہلے سارے کی تفسیر، سیدانقاہیر المعروف بہ تفسیر اشرفی کے شائع کرنے کی سعادت بھی اس ادارے کو حاصل ہو چکی ہے۔ ہم حضور شیخ الاسلام، حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی دامت برکاتہم العالیہ، جانشین حضور محدث اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے بے حد شکر گزار ہیں کہ ان تصنیفات کو اور اپنی دوسری تصانیف کو بھی شائع کرنے کی ہمیں اجازت مرحمت فرمائی۔ ادارے کا ہر رکن دعا گو ہے کہ اللہ رب العزت شیخ الاسلام کا سایہ تادیر اپنے اہل خانہ، مریدین و معتقدین کے سروں پر قائم و دائم فرمائے اور آپ کا روحانی اور علمی فیض آپ کی توجہ سے اور تقریری و تحریری کاوشوں کے باعث دنیا کے کونے کونے میں پھیل جائے اور بنجر زمین پھر سے سیراب ہو جائے کہ ہر طرف حب مصطفیٰ ﷺ کے گل بوٹے کھلنے نظر آئیں ﴿ہامین﴾

تقریباً ڈھائی سال قبل جب ہندوستان جانا ہوا تو حضور شیخ الاسلام کے ایک خلیفہ محترم جناب سید نور الدین اشرفی صاحب نے ایک بوسیدہ سا مجلد کتابچہ ہمیں عنایت فرمایا۔ جس کا عنوان تھا مسئلہ قیام و سلام اور محفل میلاد۔ جسے حضور محدث اعظم ہند، حضرت سید محمد اشرفی کچھو چھوی رحمۃ اللہ علیہ نے قلمبند فرمایا تھا۔ اس تصنیف کی تاریخ تو صحیح معلوم نہ ہو سکی، البتہ یہ تین یا چار قسطوں میں ۱۹۷۲ء کے درمیانی مہینوں میں ماہنامہ المیزان کے شماروں میں چھپ چکا ہے۔ شاید انہی ماہناموں سے صفحات نکال کر یا ان صفحات کی فوٹو کاپی کروا کر سید صاحب نے اپنے لئے مجلد کر کے رکھ لیا تھا، جو ہمیں مرحمت فرمایا۔ ہم ان کے شکر گزار ہیں کہ ان کے توسط سے یہ قیمتی مقالہ ہم تک پہنچا اور اب ہم اس کی باقاعدہ اشاعت کا شرف حاصل کر رہے ہیں۔

در اصل کسی مستفتی کے جواب میں یہ فتویٰ دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء سے جاری ہوا، جسے ایک طالب علم جو اس وقت دارالافتاء میں فتویٰ نویسی کے فرائض انجام دے رہے تھے، نے تحریر کیا تھا اور اس پر صدر مفتی دارالعلوم دیوبند کی تصدیق بھی الجواب صحیح کی صورت میں موجود تھی۔ حضور محدث اعظم ہند قدس سرہ نے اسی متعلم کے فتویٰ کے جواب میں یہ رسالہ قلمبند فرمایا۔ اس رسالہ کو ہم اپنے ساتھ امریکہ لے آئے اور تفصیلی مطالعہ کیا تو دل میں خواہش ہوئی کہ اس رسالہ کو بھی اپنے ادارے کے اشاعتی سلسلے میں شامل کر کے شائع کیا جائے اور جس طرح ہماری دوسری کتابیں تقسیم ہوئی ہیں اور ہورہی ہیں اس کو بھی اپنے قارئین میں تقسیم کیا جائے تاکہ ہمارے قارئین کرام بھی اس مسئلہ کی حقیقت سے واقف ہو سکیں۔

صرف یہی نہیں کہ یہ محدث اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک قلم سے نکلا ہوا ایک نادر مقالہ ہے، بلکہ ایک اہم مضمون کی حیثیت رکھتا ہے جس میں بڑے ہی سادے اور مدلل انداز میں مسئلہ قیام اسلام اور محفل میلاد واضح کیا گیا ہے۔ فتویٰ کے ہر لفظ کو لیکر حضرت نے بڑی محققانہ گفتگو فرمائی ہے۔ حضرت خود فرماتے ہیں:

”اور ہم نے ایک ایک لفظ کی سیر کراتے ہوئے ثابت کر دیا

کہ فتویٰ سرتاپا غلط اور بے بنیاد اور ہٹ دھرمی ہے۔“

----- حضور محدث اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں:

”اور میلاد شریف اور اس میں سلام و قیام کا کارثواب ہونا اور

معمولات مشارع و علماء سے ہونا اس قدر روشن بات ہے کہ اس پر

کوئی پردہ نہیں ڈالا جاسکتا اور اب قطعی ایک حرف کے اضافہ کی

حاجت نہیں ہے جو مسئلہ پر مزید روشنی ڈالے۔“

۔۔۔ اور پھر جواب کے آخر میں میلاد شریف اور سلام و قیام کی تائید میں قرآن کریم سے لیکر حدیث

شریف اور اکابر علماء کرام اور میلاد شریف کے بارے میں ان کی کتابوں کے حوالات تک درجہ بدرجہ بیان

فرمادئے ہیں۔ جس سے اب کوئی گنجائش باقی ہی نہیں رہ گئی کہ ان کے مقابلہ میں بقول مصنف:

”بہوی ہو یا راندیری کسی دیوبندی کی

کوئی بات سننے کے بھی قابل نہیں ہے۔“

گو کہ ہم اس قابل نہیں مگر پھر بھی اپنے تجربہ کی روشنی میں اس مقام پر کچھ عرض کریں تو بیجانا ہوگا۔ دین اسلام میں عرصہء دراز سے نئے نئے فتنے امنڈتے رہتے ہیں جن کا مقابلہ دین کے سچے وفادار اور علماء حق بخوبی کرتے رہتے ہیں۔ اس بارے میں دنیا کے ہر خطے کا حال یکساں ہے۔ ہم امریکہ میں رہتے ہیں، لہذا یہاں کے تعلق سے بات کریں گے۔ جس طرح ساری دنیا سے مسلمان یہاں دنیا کمانے کیلئے آئے ہوئے ہیں اور کمار ہے ہیں، اسی طرح ان کے خیر خواہ، یعنی امت کے کچھ وفادار، اُن کا دین بچانے کیلئے یہاں بھی پہنچ گئے ہیں اور اس اہم فریضہ کی ادائیگی میں کوشاں ہیں۔ لیکن ساتھ ساتھ ایسے بد بختوں کی تعداد میں بھی کوئی کمی نہیں ہے جنہوں نے شاید یہ فیصلہ کر رکھا ہے کہ حتی الامکان کوشش کر کے کسی بھی مسلمان کو اس دنیا سے اپنا ایمان بچا کر لے جانے نہ دیا جائے۔

یہ معاملہ تفصیل طلب ہے کہ ایسے لوگ کسی کی پشت پناہی پر یا اپنی جہالت کی وجہ سے جو انہوں نے اپنے بزرگوں سے پائی ہے ایسا کر رہے ہیں۔ بہر حال وجہ دونوں میں سے کوئی ہو، صاف صاف کہہ دینے میں کوئی حرج نہیں کہ ان لوگوں نے مسلمانوں کا ایمان اور ان کے عقائد کو بگاڑنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ہے۔ اور باطل سوچ رکھنے کی وجہ سے عقائد کو بگاڑنا اپنا مذہبی فریضہ بنالیا ہے اور سمجھ رہے ہیں کہ ہم اللہ اور اسلام کی خوب خوب خدمت کر رہے ہیں۔ اس معاملہ کیلئے انہوں نے اندرون خانہ رسول خدا ﷺ اور آپ کی ذات اقدس کو نشانہ بنایا ہوا ہے۔

عقائد کے تعلق سے جتنی گندگی ان لوگوں نے پھیلائی ہے، شاید ان سے پہلے کسی نے پھیلائی ہو۔ پہلے وہابی، پھر دیوبندی، پھر نہ جانے کیا کیا اور پھر سیاسی اور مذہبی جماعتوں اور پھر دفاعی اور تبلیغی تنظیموں کی صورت میں اس طرح پھیلتے چلے جا رہے ہیں کہ حدیث شریف یا آئے لگی کہ بڑھتے بڑھتے یہ گروہ پھر دجال سے جا ملے گا۔

امت کے ہر فرد کے جو روزمرہ کے معمولات تھے، ان کے بارے میں ان لوگوں نے اتنی غلط فہمیاں پھیلا دی ہیں کہ اب ملنے جلنے سے پہلے بھی یہ سوچنا پڑتا ہے کہ یہ شرک تو نہیں۔ ان کی جماعت کے افراد اور وہ لوگ جو بلا وجہ ہی ان کی راہ پر چل نکلے ہیں، اسلام کے بارے میں کچھ جانیں یا نہ جانیں، اتنا ضرور جانتے ہیں کہ فلاں بات شرک اور فلاں بات بدعت ہے۔ اول تو ان معاملات پر ان سے بات

کرنا ہی بیکار ہے۔ مگر پھر بھی اگر بات کرنے کی کوشش کر ہی لی جائے تو ان کے بڑوں نے ان کو یہ بخوبی سکھا رکھا ہے کہ یہ کہہ کر کہ ہم بحث نہیں کرتے، علیحدہ ہو جایا کرو اور پھر بھی اگر کوئی دلائل یا عقل کی بات کان میں پڑ ہی جائے تو بھی ٹس سے مس نہ ہونا۔ بس بات بات پر شرک، شرک ہی کی رٹ لگائے رکھنا۔

بھلا بتائیے کہ مالک دو جہاں نے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام اس دنیا میں مبعوث فرمائے کہ انسان کو شرک سے دور رہنے کی تعلیم دی جائے اور پھر اپنے پیارے حبیب ﷺ کے ذریعہ اپنی ہدایت کو اسلام کی صورت میں صرف مکمل ہی نہ فرمایا بلکہ پسند بھی فرمایا اور وہابی دیوبندی ٹولیوں کے حساب سے ابھی تک شرک ختم ہی نہیں ہوا۔ کلمہ کی گواہی دیتے وقت جب ہم نے تمام خداؤں کی نفی کر کے ایک خدا یعنی اللہ کو اور اس کی وحدانیت کو صرف زبان سے ہی نہیں، بلکہ دل سے بھی مان لیا اور محمد ﷺ کو اس کا شریک نہیں بلکہ اللہ کا بندہ اور رسول مان لیا، تو اب کوئی مسلمان شرک کیسے کر سکتا ہے؟ مگر اُن کو کوئی تو بہانہ چاہئے مسلمانوں کو درغلانے کا۔ لہذا الگ گئے کہنے کہ میلاد منانا شرک ہے، قیام و سلام شرک ہے، یا رسول اللہ ﷺ کہنا شرک ہے، انگوٹھے چومنا شرک ہے، حزاروں پر چانا شرک ہے، وسیلہ پکڑنا شرک ہے، یہ شرک ہے وہ شرک ہے۔ بس اس کے علاوہ کچھ جانتے ہی نہیں۔۔۔۔۔

نہ انہوں نے کوئی تفتیش کی کہ شرک کیا ہے اور کیا نہیں اور نہ ہی کسی دوسرے کی سنی۔ بس اپنے ہی خیال میں اپنے آپ کو وحید کا علمبردار سمجھنے اور اپنی نمازوں کی ادائیگی کے تکبر میں ساری دنیا کو اپنے خیال میں مشرک سمجھ لیا۔ اور اس بات کو جس سے رسول ﷺ کی شانِ عالی ظاہر ہو اور مؤمنین کا عاشق رسول ﷺ ہونا ثابت ہو، شرک قرار دیتے چلے گئے اور ایسی گھائی میں جا گرے، جہاں سے نکلنا کوئی آسان کام نہیں۔ کسی بزرگ نے یہ بات کہہ کر دریا کو کوڑے میں بند کرنے کی مثال کو ثابت کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ کی ظاہری حیاتِ مقدسہ کے زمانہ میں جو کافر تھے اور پھر کفر ہی پر مرے، وہ بھی رسول خدا کے صرف مشن کے دشمن تھے، آپ کی ذات کے دشمن نہیں تھے۔ انہوں نے تو سب کچھ آپ کو دیدینے کی پیش کش بھی کی تھی کہ دولت کے ڈھیر لگا دیں، حکومت دیدیں، دنیا کی جو چیز آپ فرمائیں لاکھ قدموں میں ڈال دیں، بس اپنا مشن چھوڑ دیں۔ اتنے بڑے دشمن ہونے کے باوجود آپ کی ذاتِ پاک کے بارے میں یک زبان ہو کر آپ کو صادق و امین ہی کہا کرتے تھے۔

مگر یہ وہابی، یہ دیوبندی اور ان کے راستے پر چلنے والے اور اپنے آپ کو ماڈرن مسلمان کہنے

اور سمجھنے والے، اپنے سینوں میں اپنی نمازوں کی آؤ لیکر بغض رسول چھپانے والے اور مختلف حجابوں میں تنگی ذہنیت رکھنے والے، دشمن کے نہیں، بلکہ آپ کی ذات کے دشمن ہیں اور آپ کی ذات کو مٹانے کی ناکام کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ وہ تو ہمارے ہی جیسے بشر تھے۔ ان کو تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں تھا۔ ان کی حیثیت تو صرف ایک چشمی رساں، ڈاکے کی تھی۔ وہ تو مٹی ہو گئے، وغیرہ وغیرہ، (نور باللہ من ذالک)۔ اگر یہ لوٹ کر نہ آئے اور انہوں نے حقیقت کو نہ پہچانا تو خدا سے ظاہری محبت کی آڑ میں اُس کے محبوب سے یہ عداوت اس ٹولے کو بہت مہنگی پڑے گی۔

کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ کوئی اللہ کے محبوب سے تو دشمنی پر تلا ہوا ہو، اور اپنی خود کی سوچی بوجھی ہوئی توحید کی علمبرداری کی وجہ سے یہ سمجھے کہ اللہ انہیں محبوب بنالے گا یا راضی ہو جائے گا، اور اللہ انہیں اپنا محبوب بنالے یا ان سے راضی ہو جائے؟۔۔۔ کوئی کسی کے محبوب سے دشمنی کرے تو کیا وہ اپنے محبوب کے دشمن کو اپنا دوست بنائے گا؟۔ اور اگر بغرض محال بنا بھی لے تو کیا یہ اپنے محبوب سے دوستی ہوئی یا دشمنی؟۔۔۔ ظاہر ہے کہ جب کوئی محبوب ہوگا تو اس کے دشمن کو دوست بنا کر وہ اپنے محبوب سے دشمنی تو نہیں کرے گا۔۔۔ محبوب سے دشمنی تو کوئی بھی نہیں کرتا اور نہ ہی دشمن کو کوئی محبوب بناتا۔

رسول اللہ ﷺ تو اللہ کے ایسے محبوب ہیں کہ جن کے صدقے میں یہ کائنات ظہور پذیر ہوئی، کہ جن کی وجہ سے رب نے اپنی ربوبیت ظاہر فرمائی، نور مصطفیٰ ﷺ کے باعث آدم علیہ السلام کو موجود ملائکہ بنایا، نوح علیہ السلام کی کشتی پار لگائی گئی تاکہ نسل انسانی آگے چلے اور پاک نسب سے اپنے محبوب کو اس دنیا میں نورانی جلوے دکھانے کیلئے بھیجا جائے، ابراہیم علیہ السلام کیلئے آگ کو گلزار بنایا گیا تاکہ آپ کی دعا سے رب کی آیتیں پڑھ کر سنانے والا اور مومنین کے دلوں کو صاف کرنے والا، دو جہانوں کا آقا، اس دنیا میں تشریف فرما ہو، اسماعیل علیہ السلام کی قربانی بھی قبول کی گئی اور گردن کٹنے سے بچا بھی لیا گیا تاکہ اولاد اسماعیل علیہ السلام کو وہ شرف عظیم بخشا جائے جو کسی کی نسل کو نہ دیا گیا ہو، یعنی اللہ کا محبوب ان کی نسل مبارک کے ذریعہ اس دنیا میں تشریف لائے اور وہ محبوب تشریف لائے جو خدا کے بندوں کو خدا سے ملا دے، کسی کو صدیق، کسی کو فاروق، کسی کو غنی، کسی کو حیدر، کسی کو عشرہ مبشرہ، کسی کو مومنین کی مائیں، کسی کو خاتونِ جنت، کسی کو جنت کے جوانوں کے سردار، کسی کو امین الامت، کسی کو حواری رسول، بلال حبشی کو مؤذن اسلام، سلمان فارسی کو اہل بیت، کسی کو سیف اللہ، کسی کو ابو ہریرہ، کسی کو ابو ذر، کسی کو تمام امت کیلئے ستارے، کسی کو کیا، اور کسی کو کیا

بنادے، ہزاروں نہیں، لاکھوں کو رب کا دوست بنادے، لاکھوں کو نہیں بلکہ کروڑوں کو، بلکہ کروڑوں کو مومن مسلمان بنادے، ایسا محبوب جس کی شان محبوبی ظاہر فرمانے کیلئے ہی میدانِ حشر برپا کیا جائے گا، جس کی شفاعت کا سب کو منتظر بنایا جائے گا اور شفاعت کا منظر دکھایا جائے گا۔۔۔۔۔ بقول شاعر:

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا

کہ تمہاری شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

ایسے محبوب سے کوئی دشمنی کرے، ایسی شان والے کی شان میں کوئی کمی کرنے کی کوشش کرے، ایسے محبوب کو کوئی اپنی طرح سمجھے اور دنیا کو سمجھائے کہ وہ تو ہماری طرح بشر تھے اور پھر یہ خواب بھی دیکھے کہ ایسے محبوب کا رب ہم سے راضی بھی ہو جائے گا۔۔۔۔۔ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔۔۔۔۔ رب کی قسم، دشمنی تو بڑی چیز ہے، اس کے محبوب سے دشمنی کا خیال بھی آگیا، بے ادبی تو بڑی چیز ہے، بے ادبی کا خیال بھی آگیا، قلم اور زبان تو دور کی بات ہے، اگر اشارے سے بھی رسول اللہ ﷺ کی مخالفت ہوگئی، عمل کو تو چھوڑے، اگر نیت میں بھی عداوت کا ادنیٰ سا بھی شائبہ مل گیا، تو مالک ایسے لوگوں سے دوزخ کو بھر دے گا، چاہے انہوں نے توحید کی علمبرداری میں اپنی پوری زندگیاں کیوں نہ خرچ کر دی ہوں اور خدا کو سجدہ کرتے کرتے اپنی پیشانیوں کو کتنا ہی سیاہ کیوں نہ کر لیا ہو، بغضِ رسول اپنے سینوں میں چھپانے کیلئے اور سینہ بہ سینہ دوسروں تک پہنچانے کی مہم پر پردہ ڈالنے کیلئے کتنے ہی لمبے لمبے چلتے کیوں نہ کائے ہوں۔۔۔۔۔ سب جہنم کا رہو جائے گا، کچھ کام نہ آئے گا۔۔۔۔۔ کچھ کام آئے گی تو وہ ہے صرف اور صرف اللہ کے حبیب سے محبت، اللہ کے حبیب سے وفاداری، اللہ کے حبیب کی اطاعت اور اللہ کے حبیب کے دشمنوں اور بے ادبوں سے دوری۔۔۔۔۔ یہی رب العزت کا حکم ہے، یہی اسلام ہے اور بس یہی اسلام ہے۔

کامیاب وہی ہوگا، نجات والا وہی ہوگا، جواہلست و جماعت سے ہوگا۔ جو رسول ﷺ کے اور اصحاب رسول ﷺ کے راستے پر چلا ہوگا۔ جس نے قرآن وحدیث دونوں کو مضبوطی سے تھامے ہوگا۔ قرآن کی تفسیر اور اس پر عمل کر کے رسول ﷺ نے دکھا دیا۔ حدیث وسنت کے مطابق اصحاب رسول ﷺ نے اپنی زندگیاں گزار کر ہمارے لئے مثالیں چھوڑ دیں۔ قرآن وسنت، دونوں میں سے کسی کو چھوڑنا کامیابی نہیں دلواسکتا اور اہلست و جماعت سے باہر رہنا کسی کو نجات نہیں دلواسکتا۔ اپنے آپ کو سنی کہنے سے کم علموں

اور سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ تو دیا جاسکتا ہے، مگر بغیر صحیح سنی بنے نجات حاصل نہیں کی جاسکتی۔۔۔۔۔
تمام بد عقیدہ لوگوں کو واپس آنا ہی ہوگا ورنہ اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔۔۔۔۔ ناکامی ہی ناکامی ہے۔

’صبح کا بھولا ہوا، شام کو گھر آ جائے‘

’تو اسے بھولا ہوا نہیں کہا جاتا‘

۔۔۔۔۔ ایسے میں ضرورت ہے کہ ایسے لوگوں کو، جو ابھی پتے نہیں ہوئے ہیں اور صرف اپنے آپ کو ماڈرن اور فیشن ایبل سمجھنے کی وجہ سے باطل اور گمراہ فرقوں اور گرد پلوں کے پیچھے چل رہے ہیں، حقیقت سے آگاہ کر دیا جائے۔ ویسے ذاتی تجربہ کی بنیاد پر اگر سچ پوچھئے تو ہمیں کوئی کچا ملائی نہیں، جو بھی ملا پکا ہی ملا۔ پھر بھی ہم نے سوچا کہ شاید ہماری سوچ اور تجربہ غلط ہو اور جب حقیقت حال کھل جائے اور مسئلہ دلائل سے واضح ہو جائے تو شاید بہتوں کو بات سمجھ میں آجائے اور وہ رسول دشمنی میں مزید آگے بڑھنے کے بجائے پیچھے کی طرف لوٹ آئیں۔ لہذا اس ادارے نے یہ کتاب اور اس قسم کی دلائل سے بھر پور کتابیں چھپوا کر، لوگوں میں مفت تقسیم کرانے کا فیصلہ کیا۔۔۔۔۔

ان سے زیادہ ہم اپنے سنی بھائیوں کو مطلع کرنا چاہتے ہیں کہ جن کے والدین اور آباؤ اجداد تو رسول ﷺ سے محبت رکھنے والے تھے اور اہلسنت و جماعت کے تمام عقائد پر دل سے یقین رکھتے تھے اور معمولات اہلسنت، میلاد اور قیام و سلام وغیرہ کا بڑے ہی شاندار طریقہ سے اہتمام کیا کرتے تھے۔ اب ایسا نہ ہو کہ ان کی اولادیں ہر طرف سے شرک، شرک کے شور و غل سے گھبرا کر معمولات اہلسنت سے جی چرانے لگ جائیں۔ اور اپنی سادگی اور کم علمی کی وجہ سے تذبذب کا شکار ہو کر یا باطل مصلحتوں کی بناء پر اللہ کے حبیب ﷺ سے محبت اور وفاداری میں کمی نہ کرنے لگ جائیں۔

ہم نے اس کتاب کو بڑا ہی سادہ اور مدلل پایا۔ دوسرے اکابرین کی طرح حضور محدث اعظم ﷺ سے حق بیان فرما کر اپنا فرض پورا کیا اور مسئلہ قیام و سلام اور محفل میلاد بہت ہی واضح کر دیا۔ اللہ رب العزت کی توفیق سے ہم نے بھی اس کتاب کو چھپوا کر اور انشاء اللہ بنا کر اپنا فرض پورا کرنے کی کوشش کی۔ انسان کو اختیار خدا ہی نے عطا فرمایا ہے اور اسے غلط و صحیح راستے کو چننے کا بھرپور اختیار حاصل ہے۔ دعا ہے کہ رب العزت کی توفیق سے جو چاہے اپنے لئے سیدھا راستہ اختیار کر کے دونوں جہانوں کی کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہو جائے۔ اللہ رب العزت اس کے مصنف کے درجات

بلند فرمائے اور ہم سب کو روزِ حشر اپنے حبیب ﷺ کے جھنڈے کے سایہ تلے جمع فرمائے ﴿ہا میں﴾
 آخر میں منزل تک پہنچنے میں یا منزل کی طرف گامزن ہونے میں جو بزرگ ہمارے لئے
 وسیلہ بنے، ان کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔ یہ بزرگ ہمارے لئے صرف وسیلہ ہی نہیں بلکہ خود ہماری
 منزل بھی ہیں۔ ہم وسیلہ چھوڑنے والے نہیں، بلکہ وسیلہ پکڑنے والے لوگ ہیں، چاہے وہ اللہ کے حبیب
 کا وسیلہ ہو کہ جن کے سبب ایمان نصیب ہوا اور انشاء اللہ روزِ محشر آپ کی شفاعت اور رب کی رضا بھی
 حاصل ہوگی، یا چاہے وہ اللہ کے دوستوں یعنی اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین کا وسیلہ ہو کہ جن کی نگاہوں نے
 زنجیروں کو کاٹ دیا اور بیکار کو کارآمد بنادیا۔ دراصل جو لوگ وسیلہ نہیں پکڑتے، پرلے درجے کے متکبر
 ہوتے ہیں۔ انہیں چاہئے کہ اپنے استاد کے تکبر کا حشر یاد کریں جو ہمیشہ کیلئے بارگاہِ الہی سے
 پھٹکار دیا گیا، حالانکہ تعداد میں خدا کیلئے اس کے سجدے اپنے تمام شاگردوں کے سجدوں سے بھی زیادہ
 تھے۔۔۔۔۔ بہر حال۔۔۔۔۔ جو اپنے محسنوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا، وہ رب تعالیٰ کا بھی شکر گزار نہیں بن
 سکتا۔

قائدِ اہلسنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ ہماری بڑی ہی رہنمائی فرمایا کرتے
 تھے۔ رب تعالیٰ شاہ صاحب کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے۔ اب حضرت کے جانشین، شہزادۂ قائد
 اہلسنت جناب علامہ انس نورانی صدیقی صاحب بھی ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں اور ہماری
 کوششوں کو بہت سراہتے ہیں، جس کیلئے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔ ہمارے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ ہم
 مسعود ملت، حضرت علامہ، ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا شکریہ ادا کر سکیں کہ آپ کا
 مقام اعلیٰ اور ہمارا قد بہت چھوٹا، مگر اس کے باوجود آپ اپنی دعاؤں میں ہمیں اور ہمارے مشن کو یاد
 رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر اور صحت میں برکت عطا فرمائے۔

شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی نصر اللہ خان صاحب افتخانی دامت برکاتہم العالیہ اور حضرت
 علامہ مفتی محمد اطہر نعیمی صاحب مدظلہ عالی کے قدموں سے وابستہ ہونا ہی ہمارے لئے بڑی سعادت کی بات
 ہے۔ ان بزرگوں کی رہنمائی اور دعاؤں کے بغیر ہم ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتے۔ ہمیں امید ہے کہ
 یہ بزرگ ہمیشہ ہم پر اپنی کرم نوازیاں جاری رکھیں گے۔ جملہ بزرگانِ اہلسنت کے ساتھ ساتھ ہم کل
 خانوادۂ محدث اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے بھی شکر گزار ہیں کہ وہ ہماری کوششوں کو سراہتے ہیں اور

ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمامی بزرگوں کی عمروں اور صحت میں برکت عطا فرمائے اور ان کا سایہ تادیر ہم پر قائم و دائم فرمائے ﴿آمین﴾

جامعہ نضرۃ العلوم، کراچی، پاکستان سے جناب حضرت علامہ مفتی الیاس رضوی صاحب، جناب حضرت علامہ غلام جیلانی اشرفی صاحب (شیخ الحدیث) جناب علامہ رضوان احمد صاحب، جناب سید ریاض علی اشرفی صاحب، جو صوت الشرق پبلک اسکول، شاہ فیصل کالونی، کراچی، پاکستان کے مہتمم بھی ہیں، اور تمامی احباب کی ہر دل عزیز شخصیت، جناب حضرت علامہ رجب علی نعیمی صاحب بھی جملہ علماء کرام کے ساتھ ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں جو قدم قدم پر ہماری رہنمائی اور تصحیح فرماتے ہیں اور اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں۔

گلوبل اسلامک مشن کی پوری ٹیم یعنی منصور احمد اشرفی جنہوں نے اس پوری کتاب کی کمپیوٹرائیزڈ کتابت سرانجام دی ہے، اور مقصود احمد اشرفی، وسیم احمد اشرفی، فرید احمد سہروردی، رخسانہ احمد، حنا احمد اور تیمینہ احمد کے شکر گزار ہیں، جنہوں نے مختلف مراحل میں مدد فرما کر اس ادارے کو تمغہ امتیاز کے قابل بنایا۔ اور خاص الخاص ہماری ہر دل عزیز شخصیت اور اس مشن کے مشیر مدد بھی امور، جناب علامہ سید محمد فخر الدین علوی، جنہیں اب حضور شیخ الاسلام کے خلیفہ ہونے کا شرف بھی حاصل ہو گیا ہے، ہمارے پر خلوص شکریہ کے مستحق ہیں کہ اخلاص کے ساتھ ہمارے ساتھ تعاون فرماتے ہیں اور اس کتاب کی اردو، عربی، فارسی پروف ریڈنگ میں انہوں نے اپنا کافی قیمتی وقت صرف کیا ہے۔

یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اپنی ہمشیرہ غزالہ احمد اور ان کے شوہر، جناب اعجاز احمد اشرفی صاحب کا شکریہ بھی ادا کریں کہ جن دو کی مالی اعانت سے یہ کتاب چھپ کر منظر عام پر آ رہی ہے۔ اللہ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے ﴿آمین﴾

اس سے اوپر کا مضمون اس کتاب کے پہلے ایڈیشن کے وقت تحریر کیا گیا تھا۔ اللہ رب العزت کے کرم سے یہ کتاب اتنی پسند کی گئی کہ ۵۰۰۰ کی تعداد میں چھپوانے کے باوجود بہت تیزی سے ختم ہو گئی کہ اب اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کرنا ضروری ہو گیا ہے۔ لہذا حاضر ہے۔ اسکے علاوہ خدا کے فضل و کرم سے ہم حدیث نیت، حدیث محبت اور حدیث جبرائیل کی شرحیں، الاربعین الاشرفی (چالیس احادیث کی شرح)

مقالات شیخ الاسلام، دین کامل، فریضہ دعوت و تبلیغ، مسئلہ ختم نبوت اور تحذیر الناس، فتح مبین، درود و تاج (قرآن و حدیث کی روشنی میں) تعظیم کتاب اللہ اور انگلش کی کئی چھوٹی چھوٹی کتابیں شائع کر کے اپنے قارئین میں مفت تقسیم کر چکے ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ زیادہ سے زیادہ مسلمان آپس میں ملکر دین متین کی اس خدمت میں حصہ لیں اور مسلمانوں کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں تک بھی دین اسلام کا علم پہنچائیں تاکہ ہمارا مذہبی فریضہ بھی پورا ہو اور انشاء اللہ اسلام کے متعلق پھیلی ہوئی غلط فہمیاں بھی دور ہو جائیں۔ اپنے قارئین سے ہماری اتنی ہی التجا ہے کہ خود بھی اسلام کا صحیح مطالعہ کریں اور اپنے بچوں کو بھی اسلامی زیور تعلیم سے آراستہ کریں۔ انشاء اللہ آپ کے اس سفر میں گلوبل اسلامک مشن شانہ بشانہ رہیں گے۔

آخر میں ہم دعا گو ہیں کہ اللہ رب العزت اپنے حبیب ﷺ کے وسیلہء جلیلہ کے طفیل ہماری اس ادنیٰ سی کوشش کو شرف قبولیت بخشے ہوئے ہم سب کیلئے آخرت کا توشہ بنا دے اور ہم سب کو بزرگانِ اہلسنت سے وابستہ رہتے ہوئے دین اسلام اور مسلک حق کی خدمت کرنے کے مزید مواقع مرحمت فرمائے۔

امین بجاہ النبی الکریم والدہ واصحابہ اجمعین

احقر

ابوالمصور

محمد مسعود احمد

سہروردی اشرفی

تلاطھ ۱۴۲۸ھ بمطابق دسمبر ۲۰۰۷ء

بجیر مین

گلوبل اسلامک مشن، ایک

نیویارک، یو ایس اے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مختصر تذکرہ محدث اعظم ہن

سید الواعظین، امام الخطباء، حضرت علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے زمانہ میں فائق القرآن رہے۔ عالم باعمل، محبت نبوی ﷺ سے سرشار، اور علمی وجاہت کا کوہ گراں تھے۔ معاصرین نے بالاتفاق آپ کو محدث اعظم ہند کا خطاب دیا۔ خدائے پاک نے اس لقب کو اتنی شہرت عطا فرمائی کہ آپ کا لقب آپ کے نام سے زیادہ مشہور ہوا۔ آج بھی لوگ آپ کو اسی لقب ہی سے یاد کرتے ہیں۔

نسبی سلسلہ میں آپ، شہنشاہ بغداد، غوث اعظم جیلانی رحمہ اللہ کے واسطے سے سید عالم ﷺ سے تعلق رکھتے ہیں۔ والد بزرگوار علامہ حکیم سید نذیر اشرف صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے وقت کے زبردست صاحب تقویٰ بزرگوں میں شامل ہیں، نے ابتدائی تعلیم گھر ہی پر دی۔ پھر آپ نے مدرسہ نظامیہ فرنگی محل میں داخلہ لیا اور اس کے بعد استاد العلماء، مفتی لطف اللہ علی گڑھی کے مدرسہ میں داخل ہوئے اور اسناد حاصل کیں۔ بعد ازاں استاذ الحدیث علامہ وحسی احمد محدث سورتی علیہ رحمۃ کے حلقہ درس میں شامل ہوئے، جہاں پر آپ نے کتب احادیث و فقہ میں مہارت حاصل کی۔ اور پھر علمی تشنگی آپ کو قافلہ سالار عشق و وفا امام احمد رضا، فاضل بریلوی قدس سرہ کی بارگاہ تک لے آئی، جہاں سے آپ نے جملہ علوم و فنون میں مہارت تامہ حاصل کی۔ بطور تحدیثِ نعمت، آپ خود فرمایا کرتے تھے کہ: یہی گھڑیاں میرے لئے سرمایہ حیات ہو گئیں۔

اردو ترجمہ قرآن، بنام معارف القرآن، کے علاوہ آپ کی تصانیف میں مطبوعہ کتب و رسائل کی تعداد ۳۵ ہے اور غیر مطبوعہ تحریرات الگ ہیں۔ شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ شہزادہ محدث اعظم ہند قدس سرہ فرماتے ہیں، کہ قرآن کے صحیح مفہوم و مطلب سے دنیا والوں کو خبردار کرنے کی ضرورت کو سید محمد محدث علیہ الرحمۃ نے شدت کے ساتھ محسوس کیا۔ اور دینی تبلیغی مصروفیات کے باوجود قرآن کریم کے ترجمہ و تفسیر کا قصد فرمایا۔ ترجمہ فرمانے کا نرالا انداز تھا، تبلیغی پروگرام میں کوئی کمی نہیں، ایک عالم اپنے ساتھ رکھے ہوئے ہیں، مستند و معتد علیہ تفسیر کا اچھا خاصا ذخیرہ جو ان کے ساتھ رہتا ہے نگاہوں کے سامنے ہے، ترجمہ

بولتے جا رہے ہیں وہ لکھتا جا رہا ہے۔ ویٹنگ روم میں بیٹھے ہوئے ترجمہ لکھا رہے ہیں، گاڑی پر سفر کر رہے ہیں ترجمہ بول رہے ہیں، اور رمضان کے موقع پر مکان آئے ہوئے ہیں اور اس دینی کام میں مصروف ہیں۔ چھوٹی الحجۃ ۱۳۶۶ھ میں پورے قرآن کا ترجمہ ختم فرما کر تفسیر کی طرف متوجہ ہوئے۔ (ماہنامہ آستان قدس کراچی، ۱۹۹۵ء، محدث اعظم نمبر) پہلے سارے کی تفسیر، سید القاسم المعروف بہ تفسیر اشرفی کے نام شائع ہو کر منظر عام پر آ چکی ہے۔

آپ کی تبلیغی مساعی سے تقریباً پانچ ہزار غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ ۱۳۵۶ھ میں آپ آل انڈیا سنی کانفرنس کے صدر منتخب ہوئے۔ پروفیسر ذاکر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ محدث اعظم ہند مدہ کی سیاسی خدمات کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ، حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ نے مسلمان کی ملکی سیاست میں بھی حصہ لیا اور مسلمانان ہند کی رہنمائی کی۔

۱۳۶۵ھ برطانیق ۱۹۴۶ء میں بنارس میں منعقد ہونے والی عظیم الشان آل انڈیا سنی کانفرنس میں بالاتفاق صدر عمومی منتخب کئے گئے۔ ۶۵ھ رجب ۱۳۶۵ھ کو سنی کانفرنس، اجیر شریف کے ایک خطبہ میں آپ نے فرمایا میں نے بار بار پاکستان کا نام لیا ہے اور آخر میں صاف صاف کہہ دیا ہے کہ پاکستان بنانا صرف سنیوں کا کام ہے اور پاکستان کی تعمیر آل انڈیا سنی کانفرنس ہی کرے گی۔ اس میں سے کوئی بات بھی نہ مبالغہ ہے، نہ شاعری ہے، اور نہ سنی کانفرنس سے غلو کی بناء پر ہے۔ پاکستان کا نام بار بار لینا جس قدر ناپاکوں کی چڑ ہے اسی قدر پاکوں کا وظیفہ ہے۔ اور اپنا اپنا وظیفہ کون سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے پورا نہیں کرتا؟ اب رہا پاکستان کا دشمنیاں است۔ (داعیہ جلال الدین قادری خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء، صفحہ ۳۰۶)۔ آپ جماعت رضائے مصطفیٰ، بریلی کے تاحیات صدر اعلیٰ بھی رہے۔ ۱۶ رجب المرجب ۱۳۸۱ھ برطانیق ۲۵ دسمبر ۱۹۶۱ء کو لکھنؤ میں انتقال فرمایا اور کچھوچھو شریف میں مدفون ہوئے۔

آپ کا مزار پاک کچھوچھو شریف میں فیض بخش خاص دعاء ہے

ادارہ:

قول متعلم

اگر کھڑے ہو کر سلام پیش کرتے ہیں، تو یہ عقیدہ رکھتے ہوئے کہ آپ تشریف لاتے ہیں یا آپ کی روح حاضر ہوتی ہے۔ تو یہ دونوں عقیدے غلط ہیں۔ اسلئے کہ نہ آپ تشریف لاتے ہیں اور نہ آپ کی روح حاضر ہوتی ہے۔ تشریف آوری کے دعویٰ پر کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ کوئی آیت اور نہ کوئی حدیث ہے جس سے ثابت ہو۔ کوئی دیکھتا نہیں۔ پھر کہاں سے معلوم ہوا کہ آپ تشریف لاتے ہیں۔ یہ آپ پر افتراء محض ہے۔

مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا (الحديث)

جس طرح کسی ناکہے ہوئے قول کو آپ کی طرف منسوب کرنا حرام ہے، اسی طرح ناکیا ہوا فعل آپ کی طرف منسوب کرنا حرام ہے۔۔۔۔۔ نیز۔۔۔۔۔ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ اگر ایک وقت کئی جگہ محفلیں منعقد ہوں، تو آیا سب جگہ تشریف لے جائیں گے یا کہیں کہیں۔ یہ تو ترجیح بلا مرجح ہے کہ کہیں جائیں اور کہیں نہ جائیں۔ اگر سب کی جگہ جائیں تو وجود واحد ہے، ہزاروں جگہ کسی طرح جاسکتے ہیں۔ یہ تو خدائے تعالیٰ کی شان ہے۔۔۔۔۔ الخ۔

(فتاویٰ امدادیہ: جلد ۲، صفحہ ۵۶)

ونظير ذلك فعل كثير ذكر مولده صلى الله عليه وسلم

و وضع امة له من القيام وهو البناء دعة لم يردفه

سمى على ان الناس انما يفعلون

ذلك تعظيما له صلى الله عليه وسلم۔

فالعوام معذورون لذلك بخلاف الخواص۔

(فتاویٰ حدیثیہ، صفحہ ۶۰)

بہر حال قیام بدعت ہے۔ جو لوگ اہتمام سے کرتے تھے، غلط کرتے تھے۔ قیام ترک

کرنا چاہئے۔

واللہ اعلم بالصواب

حررہ ابن العما د سید علی احمد بیوی
معلم دارالافتاء دیوبند

الجواب صحیح
سید مہدی حسن غفرلہ
صدر مفتی دارالعلوم دیوبند

الجواب

قول معلّم:

اگر کھڑے ہو کر سلام پیش کرتے ہیں، تو یہ عقیدہ رکھتے ہوئے کہ آپ تشریف لاتے ہیں یا آپ کی روح حاضر ہوتی ہے۔ تو یہ دونوں عقیدے غلط ہیں۔ اسلئے کہ نہ آپ تشریف لاتے ہیں اور نہ آپ کی روح حاضر ہوتی ہے۔ تشریف آوری کے دعویٰ پر کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ کوئی آیت اور نہ کوئی حدیث ہے جس سے ثابت ہو۔ کوئی دیکھتا نہیں۔ پھر کہاں سے معلوم ہوا کہ آپ تشریف لاتے ہیں۔ یہ آپ پر افتراء محض ہے۔ من کذب علی متعمداً (الحديث)

تنبیہ:

غریب مستفتی نے صرف 'نذر سلام' پیش کرنے کو لکھا تھا، معلّم اس پر عقیدہ کا اضافہ اپنی طرف سے کر رہے ہیں۔ پھر عقیدہ یہ بتاتے ہیں کہ آپ تشریف لاتے ہیں یا آپ کی روح حاضر ہوتی ہے۔ گویا اگر آپ تشریف لاتے ہیں تو آپ کی روح حاضر نہیں ہوتی ہے اور اگر آپ کی روح حاضر ہوتی ہے تو آپ تشریف نہیں لاتے ہیں۔ آپ تشریف لاتے ہیں، یہ عقیدہ اس عقیدہ سے الگ ہے کہ آپ کی روح حاضر ہوتی ہے۔ چنانچہ عقیدے کے بارے میں معلّم صاحب کہتے ہیں کہ یہ دونوں عقیدے غلط ہیں۔ یہ حکم بھی عجیب ہے۔ معلّم کے سارے اکابر جس عقیدے کو 'شُرک' بتا چکے ہیں، آخراً اب کیوں اتنی کمزوری آگئی، کہ صرف 'غلط' کہہ دیا اور 'شُرک' کہتے ہوئے قلم افتاء میں شعلگی کیوں آگئی!

سب سے پہلے یہ بات دیکھنے کی ہے کہ کھڑے ہو کر سلام پیش کرنے پر یہ عقیدہ کس دلیل سے لازم آتا ہے۔ کیا جمیعہ والوں کا 'جنتی' اور 'مرتی' کے وقت کھڑے ہونا، اس عقیدے کا ماتحت ہے اور اگر مسئلہ مجوش میں کسی کا وہی عقیدہ ہے تو اس عقیدے کے غلط ہونے کی کیا وجہ ہے۔ صرف اس کہہ دینے سے کام نہ چلے گا کہ تشریف آوری کے دعوے پر ہرگز کوئی دلیل نہیں۔ اور نہ یہی کہنا کافی ہوگا کہ نہ کوئی آیت ہے نہ کوئی حدیث ہے کہ جس سے ثابت ہو، کیونکہ اس کا بھی یہ

جواب ہے کہ کوئی آیت یا حدیث ایسی نہیں جس سے تشریف نہ لانا ثابت ہو، اور ناس نابیائی سے کام نکلے گا کہ کوئی دیکھتا نہیں پھر کہاں سے معلوم ہوا کہ آپ تشریف لاتے ہیں۔ کیونکہ اس کے جواب میں اوروں کا کیا ذکر ہے، خود مولانا شاہ ولی اللہ صاحب فرمادیں گے کہ میں نے خود فرشتوں کے انوارِ رحمت کے ساتھ دیکھا ہے۔ اور تشریف آوری کیا، بلکہ جو چیز محفل میں تقسیم کی گئی، وہ بھی دست اقدس میں میرے والد ماجد نے دیکھی ہے۔ اگر آپ ان چشم بینا پر الزام رکھیں گے کہ افترا محض ہے۔ تو آخر مسلمانوں کو آپ اتنا اندھا کیوں سمجھتے ہیں کہ شاہ صاحب کے مقابل آپ کی نابیائی کو پہچان نہ لیں گے۔

غلط بات کو سچ کرنے میں کوئی بھی بھیکی باتیں کس طرح کرتا ہے، اس کی کیسی کھلی مثال یہ ہے کہ تشریف آوری کو غلط قرار دینے کے وجوہ، اس طرح بیان کئے گئے ہیں کہ 'تشریف آوری کے دعوے پر کوئی دلیل نہیں'۔ اس کے بعد دوسری وجہ یہ بتائی کہ اس دعویٰ پر کوئی آیت و حدیث نہیں۔ یعنی پہلے جس دلیل کا انکار ہے وہ آیت و حدیث سے بے نیاز ہو کر کوئی دلیل ہو سکتی ہے اور تیسری وجہ یہ بتلائی کہ کوئی دیکھتا نہیں۔ یعنی اگر کوئی دیکھ لے تو پھر آیت و حدیث میں، گو اس کے خلاف ہو، نہ آیت سنی جائے گی اور نہ حدیث! کلام میں یہ مہملیت صرف اس وجہ سے ہے کہ آیت و حدیث میں اس عقیدے کے خلاف کوئی شائبہ بھی نہیں ہے۔ اگر ایک حرف آیت و حدیث میں اس عقیدے کے خلاف ہوتا، تو اتنا کہنا کافی تھا کہ یہ عقیدہ فلاں آیت و حدیث کے خلاف ہے۔ پھر نہ کسی دلیل کی ضرورت تھی نہ اس عقلی گدے کی کہ کسی نے دیکھا نہیں۔ کیا قرآن و حدیث کے خلاف بھی کوئی دلیل ہو سکتی ہے؟ اور کیا آیت و حدیث کے خلاف بھی کوئی دیکھ سکتا ہے؟ تو پھر یہ بولی کہ یہ وجہ نہیں تو یہ وجہ ہے اور یہ نہیں تو یہ وجہ ہے، معمولی سمجھ والے کو بتا دیتی ہے کہ کوئی وجہ نہیں۔ صرف یہ وجہ ہے کہ معلم اس عقیدے میں شانِ رسول کریم ﷺ، محسوس کر کے، اس کو برداشت نہیں کر سکتے ہیں۔

اب اگر آپ معلم کے عقیدے کو بالکل برہنہ دیکھنا چاہتے ہیں تو ان کی ساری مخالفانہ عبارت پر نظر کیجئے کہ 'سلام پیش کرنے والے کا یہ عقیدہ ہونا ضروری ہے' اور 'یہ عقائد غلط ہیں، بے دلیل ہیں'، کسی آیت و حدیث سے ثابت نہیں، 'عقل کے خلاف ہیں'، 'افتراء محض ہیں'۔ جو کچھ اس میں لکھا ہے یہ سب غصہ، کھڑے ہو کر سلام پیش کرنے ہی پر ہے۔ اگر کوئی بیٹھ کر سلام پیش

کرے اور یوں کہے کہ یا رسول اللہ آپ پر صلوٰۃ و سلام ہو، تو اس کے ذمہ یہ نہ ہوگا کہ یوں پکار کر خطاب کرنے میں یہ عقیدے ہو گئے، اور یہ عقیدے غلط، بے دلیل، وغیرہ وغیرہ ہیں۔ اگر نہیں، تو کسی سمجھدار کو سمجھا دیا جائے کہ پکارنے اور خطاب کرنے میں تو کوئی 'عقیدہ' حضور ضروری نہیں اور صرف 'کھڑے' ہو جانے میں اتنا زہر ہے کہ یہ عقیدے رکھنے پڑینگے۔ اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ ایسی بھونڈی بات کو کوئی جاہل بھی قبول کر لے۔ بلکہ ان عقائد کا رشتہ محض کھڑے ہونے سے دور کا بھی نہیں ہے، جسے کھڑا ہونے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ موافقت قوم کیلئے کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ صرف ایک ادب مجلس ہے اور 'ندا و خطاب' سے ان عقیدوں کا رشتہ 'چولی دامن' کی طرح سے ہے۔ تو پھر کھڑے ہونے سے زیادہ، 'معلم' کی تقریر اس پر چسپاں ہوگی جو بیٹھ کر 'صیغہ ندا و خطاب' سے سلام پیش کرے۔ اس سے 'معلم' کے الفاظ میں کہا جائے گا کہ اگر صیغہ خطاب و نداء سے سلام پیش کرتے ہیں یہ عقیدہ رکھتے ہوئے کہ آپ تشریف لاتے ہیں یا آپ کی روح حاضر ہوتی ہے، تو یہ دونوں عقیدے غلط ہیں۔ اسلئے کہ نہ آپ تشریف لاتے ہیں، نہ آپ کی روح حاضر ہوتی ہے۔ تشریف آوری کے دعوے پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ اور نہ کوئی آیت، نہ کوئی حدیث ہے جس سے ثابت ہو۔ کوئی دیکھتا نہیں۔ پھر کہاں سے معلوم ہوا کہ آپ تشریف لاتے ہیں۔ یہ آپ پر افتراء محض ہے۔ کذاب علمی متعمداً (الہدیہ)

لیکن معلم کے سارے فرقہ پر یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے کہ کسی معمولی موقع پر نہیں، بلکہ نماز میں، جبکہ بندہ ساری کائنات کو چھوڑ کر محض اپنے معبود کے سامنے حاضر ہو کر صرف اس کی مرضی و تقریب چاہتا ہے اور نماز کے کسی معمولی رکن میں نہیں، بلکہ 'تعدہ اخیرہ' میں جبکہ بندہ اپنے معبود کی بارگاہ میں باریاب ہو کر پورے خشوع و خضوع سے اور بڑے انہماک و یکسوئی کے ساتھ اپنے معبود کی حمد و بجالاتا ہے، اسلام نے اس سچے پیجاری پر واجب کر دیا ہے کہ وہ چہرہ کعبہ کی طرف رکھے اور دل کو مدینہ سے لگائے۔ اپنے معبود کی مرضی چاہتا ہے تو، اس کے محبوب کو 'ندا و خطاب' کے ساتھ پکار کر یوں کہے کہ۔۔۔۔۔

السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ
اے نبی آپ پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکتیں ہوں۔

۔۔۔۔۔ اسی کو دوسرے عربی جملہ میں یوں کہتے کہ۔۔۔۔۔

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

۔۔۔۔۔ اور اگر اس طرح عین نماز میں رسول پاک کو سلام نہ کیا اور کلام نہ کیا تو نماز فاسد ہے۔ پھر سے نماز پڑھئے اور اس میں پکار کر سلام عرض کر بیٹے۔ اگر مفتی صاحب اپنے فرقہ کی صحیح نمائندگی کرنے کی جرأت رکھتے ہیں تو میلاد شریف کے سلام سے پہلے نماز شریف کے سلام بھینچ دیا، خطاب و ندائے کی مخالفت علانیہ کریں کہ مسلمانوں کو آسانی سے معلوم ہو جائے کہ پوری پارٹی کو، نہ قیام میلاد سے غرض ہے نہ نماز سے، انھیں تو اس صف بندی کا ساتھ دینا ہے جو شان رسالت کی عظمت کے خلاف کھڑی کی گئی ہے۔ وہ جہاں اس کی جھلک پائیں گے حملہ ضرور کریں گے۔

یہ جو میں نے متعلم کو ان کے اصلی عقیدے کے اظہار کر دینے کی جرأت کو لاکارا ہے، وہ اسلئے نہیں کہ پوری پارٹی کا وہ ناپاک عقیدہ نہیں ہے یا اس عقیدہ کو کسی نے صاف بیان نہیں کیا ہے، بلکہ اسلئے کہ جس نے بیان کر دیا تھا، اس کے بیان کر دینے کے عذاب کو سارے فرقہ کو اتنا بھگتنا پڑا اور اب تک بھگت رہے ہیں کہ اب اس کے اظہار کی جرأت جس مدرسہ کے صدر مدرس کو نہیں ہو سکتی وہ مدرسہ کے ایک بے علم طالب علم کو کیونکر ہو سکے گی۔ یہ بیان کرنے والا اگر کوئی معمولی شخص ہوتا تو شاید سخن ساز یوں اور حیلہ تراشیوں سے بہتر بھی ان کیلئے ہوتا کہ اس کی تحریر سے بریت اور بیزاری کا اعلان کر دیا جاتا۔ مگر اعلان کیا تو اس نے جو طائفہ بھر کا امام ہے۔ جسکی ہر تصنیف پارٹی کی نظر میں اس کا قرآن ہے۔ چنانچہ مولوی اسماعیل دہلوی کی ان کی کتاب، 'صراط مستقیم' میں خود اپنی یہ عبارت ہے جو نماز، بلکہ ساری عبادات میں اصلاح خیال کو اپنے گروہ کے خیال کے موافق انھوں نے قلمبند کیا ہے۔

اصل عبارت یہ ہے۔۔۔۔۔

'از وسوسہ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است و صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آن از معظمین گو جناب رسالت مآب باشد بچنیس مرتبہ بد تراز استغراق در صورت گناہو خر خود است کہ خیال آن باتعظیم واجلال بسویدہائے دل می چسبد'

۔۔۔۔۔ الخ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مختصر تذکرہ محدث اعظم ہن

سید الواعظین، امام الخطباء، حضرت علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے زمانہ میں فائق القرآن رہے۔ عالم باعمل، محبت نبوی ﷺ سے سرشار، اور علمی وجاہت کا کوہ گراں تھے۔ معاصرین نے بالاتفاق آپ کو محدث اعظم ہند کا خطاب دیا۔ خدائے پاک نے اس لقب کو اتنی شہرت عطا فرمائی کہ آپ کا لقب آپ کے نام سے زیادہ مشہور ہوا۔ آج بھی لوگ آپ کو اسی لقب ہی سے یاد کرتے ہیں۔

نسبی سلسلہ میں آپ، شہنشاہ بغداد، غوث اعظم جیلانیؒ کے واسطے سے سید عالم ﷺ سے تعلق رکھتے ہیں۔ والد بزرگوار علامہ حکیم سید نذیر اشرف صاحب رحمۃ اللہ علیہ، جو اپنے وقت کے زبردست صاحب تقویٰ بزرگوں میں شامل ہیں، نے ابتدائی تعلیم گھر ہی پر دی۔ پھر آپ نے مدرسہ نظامیہ، فرنگی محل میں داخلہ لیا اور اس کے بعد استاد العلماء، مفتی لطف اللہ علی گڑھی کے مدرسہ میں داخل ہوئے اور اسناد حاصل کیں۔ بعد ازاں استاذ الحدیث علامہ وحسی احمد محدث سورتی علیہ رحمۃ کے حلقہ درس میں شامل ہوئے، جہاں پر آپ نے کتب احادیث و فقہ میں مہارت حاصل کی۔ اور پھر علمی تشنگی آپ کو قافلہ سالار عشق و وفا، امام احمد رضا، فاضل بریلوی قدس سرہ کی بارگاہ تک لے آئی، جہاں سے آپ نے جملہ علوم و فنون میں مہارت تامہ حاصل کی۔ بطور تجدید نفعت، آپ خود فرمایا کرتے تھے کہ: یہی گھڑیاں میرے لئے سرمایہ حیات ہو گئیں۔

اردو ترجمہ قرآن، ہنام معارف القرآن، کے علاوہ آپ کی تصانیف میں مطبوعہ کتب و رسائل کی تعداد ۳۵ ہے اور غیر مطبوعہ تحریرات الگ ہیں۔ شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ، شہزادہ محدث اعظم ہند قدس سرہ فرماتے ہیں، کہ قرآن کے صحیح مفہوم و مطلب سے دنیا والوں کو خبردار کرنے کی ضرورت کو سید محمد محدث علیہ رحمۃ نے شدت کے ساتھ محسوس کیا۔ اور دینی تبلیغی مصروفیات کے باوجود قرآن کریم کے ترجمہ و تفسیر کا قصد فرمایا۔ ترجمہ فرمانے کا نرالا انداز تھا، تبلیغی پروگرام میں کوئی کمی نہیں، ایک عالم اپنے ساتھ رکھے ہوئے ہیں، مستند و معتدل علیہ نقاسیر کا اچھا خاصا ذخیرہ جو ان کے ساتھ رہتا ہے نگاہوں کے سامنے ہے، ترجمہ

بولتے جا رہے ہیں وہ لکھتا جا رہا ہے۔ ویٹنگ روم میں بیٹھے ہوئے ترجمہ لکھا رہے ہیں، گاڑی پر سفر کر رہے ہیں ترجمہ بول رہے ہیں، اور رمضان کے موقع پر مکان آئے ہوئے ہیں اور اس دینی کام میں مصروف ہیں۔ چھڑی الحجۃ ۱۳۶۶ھ میں پورے قرآن کا ترجمہ ختم فرما کر تفسیر کی طرف متوجہ ہوئے۔ (ماہنامہ آستان قدس، یکم ۱۹۹۵ء، بحث اعظم نمبر) پہلے سپارے کی تفسیر، سید التفاسیر المعروف بہ تفسیر اشرفی کے نام شائع ہو کر منظر عام پر آ چکی ہے۔

آپ کی تبلیغی مساعی سے تقریباً پانچ ہزار غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ ۱۳۵۶ھ میں آپ آل انڈیا سنی کانفرنس کے صدر منتخب ہوئے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ محدث اعظم ہند دہرہ کی سیاسی خدمات کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ، حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی عاید الرحمن نے مسلمان کی ملکی سیاست میں بھی حصہ لیا اور مسلمانان ہند کی رہنمائی کی۔

۱۳۶۵ھ بمطابق ۱۹۴۶ء میں بنارس میں منعقد ہونے والی عظیم الشان آل انڈیا سنی کانفرنس میں بالاتفاق صدر عمومی منتخب کئے گئے۔ ۶۵ رجب ۱۳۶۵ھ کو سنی کانفرنس، اجیر شریف کے ایک خطبہ میں آپ نے فرمایا میں نے بار بار پاکستان کا نام لیا ہے اور آخر میں صاف صاف کہہ دیا ہے کہ پاکستان بنانا صرف سنیوں کا کام ہے اور پاکستان کی تعمیر آل انڈیا سنی کانفرنس ہی کرے گی۔ اس میں سے کوئی بات بھی نہ مبالغہ ہے، نہ شاعری ہے، اور نہ سنی کانفرنس سے غلو کی بناء پر ہے۔ پاکستان کا نام بار بار لیتا جس قدر تپا کون کی چڑ ہے، اسی قدر پاکوں کا وظیفہ ہے۔ اور اپنا اپنا وظیفہ کون سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے پورا نہیں کرتا؟ اب رہا پاکستان کا رستیاں است۔ (ماہنامہ جلال الدین قادری خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء، صفحہ ۲۰۶)۔ آپ جماعت رضائے مصطفیٰ، بریلی کے تاحیات صدر اعلیٰ بھی رہے۔ ۱۶ رجب المرجب ۱۳۸۱ھ بمطابق ۱۵ دسمبر ۱۹۶۱ء کو لکھنؤ میں انتقال فرمایا اور کچھوچھو شریف میں مدفون ہوئے۔

آپ کا مزار پاک کچھوچھو شریف میں فیض بخش خاص و عام ہے

ادارہ:

میں خیال ڈوبا ہوا ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ لب پر ہے اور کسی انجمن یا جمعیۃ یا جماعت یا پارٹی کے خیال میں غرق ہو جاتے ہیں تو پھر ان کی نماز سے مسلمانوں کو لاکھوں کوس دور رہنا چاہئے۔ یہ لوگ نماز میں بھی الیکشن ہی لڑا کرتے ہیں۔ کسی نے کہا کہ اگر رسول پاک کے خیال ہی سے ضد تھی اور اس کو نماز سے نکالنا تھا تو یوں کہہ دیا جاتا کہ نماز میں رسول پاک کا خیال کرنا ممنوع ہے، ناجائز ہے، حرام ہے، بدعت ہے، شرک ہے۔ یعنی ان کے نزدیک جو شرعی حکم ہو اس کو اصطلاح شرع کے موافق لکھ دیتے اور مسلمانوں سے صرف اتنا اختلاف رہ جاتا کہ مسلمان جسکو ضروری کہتے وہ حرام یا جو چاہتے کہتے۔ اس قسم کا اختلاف اس پارٹی سے جمہوریت اسلامیہ کا بہترے مسائل میں ہے۔ خاص زیارت مزار پر انوار نبوی کے ارادے سے سفر کرنا مسلمانوں کے نزدیک بڑی سعادت ہے۔ یہ پارٹی ناجائز کہتی ہے۔ خود مسئلہ میلاد شریف میں، کہ مسلمان جس عمل کو اپنی وفاداری، بارگاہ نبوی کا سبب جانتے ہیں، متعلم صاحب اس کو ناجائز، خلاف شریعت، حرام، بدعت کہہ رہے ہیں۔ اس طرز بیان سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ پارٹی والے جو کہتے ہیں غلط فہمی سے یا دیدہ و دانستہ صحیح یا غلط کہتے ہیں تو برنبائے دلیل کہتے ہیں اور شرعی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ لیکن یہ کیا بولی ہے کہ رسول پاک کا خیال آنا گائے گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر ہے۔ یہ گائے گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر ہونا کس آیت، کس حدیث، کس فقہ کی بولی ہے۔ یہ تو بلاتا ویل بازاری زبان میں کھلی ہوئی گالی بلکنا ہے اور گالی دینے کے سوا یہ نہ تو کوئی حکم شرعی ہے نہ کسی آیت و حدیث و فقہ کی عبارت کا ترجمہ ہے۔ یہ بولی اس کی ہے جو خیال رسول پاک کی ضد میں اتنا غصہ سے بھرا ہوا ہے، کہ دلائل کی دنیا چھوڑ کر گالی دینے پر اتر آیا ہے۔

گائے کے خیال میں ڈوب جانے کا شوق تو جمعیۃ بھر کے تازہ کردار سے ظاہر ہو گیا ہے۔ مگر گدھے کی عزت افزائی تو دشنام بازی کے جوش کا کھلا ہوا نمونہ ہے۔ مسلمان تو اس کو بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ رسول پاک کی کسی فضیلت کو اس طرح بیان کیا جائے کہ مقابلہ میں گائے گدھے کو رکھ کر کہا جائے کہ میرے رسول میں وہ فضیلت ہے جو کسی گائے گدھے میں نہیں ہے۔ گائے گدھے کو اسلام نے بھی یہ حد درجہ نہیں دیا ہے کہ اس کا تقابل رسول پاک سے کیا جائے۔ تو پھر یہ چیز کیسے گوارہ ہو سکتی ہے کہ رسول پاک کے خیال کے ساتھ لفظ 'بدتر' کہا جائے اور اس کے مقابلے میں گائے

گدھے کے خیال ہی نہیں بلکہ بہکوشش اس کے خیال میں ڈوب جانے کو سراہا جائے۔

اس عبارت کا مصنف بڑا بے باک مجرم ہے۔ غرض اس عبارت پر جب ہر طرف سے لے دے شروع ہوئی اور کسی اعتراض کا کوئی جواب صحیح نہ دیا جاسکا اور عبارت کی گندگی پر لعنت برسنے لگی تو اب پارٹی کیلئے سخن سازی و حیلہ تراشی کے سوا چارہ نہ رہا۔ عبارت والا ان کا امام ٹھہرا۔ اس کی عصمت پر ایمان کامل، خود عبارت گویا ٹولی بھر کیلئے قرآن کی آیت ہے، انکار کریں تو وہ خود کافر ہو جائیں۔ خود وہ کتاب جس کی عبارت ہے ملک میں اس قدر شائع ہو چکی ہے کہ اب نہ انکار کی گنجائش ہے نہ انخفاء جرم کی۔ ناچار مسلمانوں پر جادو یہ چلایا گیا کہ یہ عبارت گوسادہ فارسی کی عبارت ہے۔ کوئی لفظ دشوار اس میں نہیں، لیکن وہ ہم لوگوں کی فارسی ہے۔ اور جب ہماری اردو ایسی ہے جس کو ہم ہی سمجھیں تو پھر ہماری فارسی کو بھلا ہمارے سوا کون سمجھ سکتا ہے۔ اب اگر پوچھئے کہ آپ کی تیل بیچنے والی فارسی میں آخر وہ کون سی چیز ہے جس کو صرف آپ سمجھیں اور کوئی نہ سمجھے، تو کہا جاتا ہے کہ اس میں جس چیز کو برا بھلا کہا گیا ہے اور جس کو کھلی گالی دی گئی ہے، وہ خیالِ رسول نہیں ہے بلکہ وہ صرف ہمت بہ سوائے رسولِ پاک ہے۔ ساری عبارت کو پڑھ جائیے، کہیں خیالِ رسول کا لفظ نہیں ہے۔ بلکہ صرف ہمت کو کوسا گیا ہے۔ اور صرف ہمت اس قدر ملعون چیز ہے کہ اس کو جس قدر گالی دی جائے سب ٹھیک ہے۔ کیونکہ صرف ہمت کا اصلی ترجمہ ہے عبادتِ غیر معبودِ حقیقی، اور ظاہر ہے کہ معبودِ حقیقی کے سوا کسی کی عبادت بڑی ناپاک، بڑی خراب، بڑی سراپا لعنت چیز ہے۔ تو جو رسولِ پاک کی عبادت کریگا وہ مردود ہے۔ گائے گدھے کے خیال میں ڈوب جانے والا اس عبادت سے محفوظ رہے گا۔

یہی تاویل آج ساری ٹولی میں رواج پا گئی ہے۔ یہی مرکزی مدرسہ کا صدر بھی کہتا ہے اور یہی جمیع بھر کے لوگ بولا کرتے ہیں اور اس طرح بولتے ہیں جس طرح کوئی بچی بولی بولی جاتی ہے۔ لیکن صراطِ مستقیم میں دیکھئے تو ساری عبارت خود اس حیلہ سازی کو ختم کر رہی ہے۔ اول تو یہ کہ صرف ہمت کے معنی عبادت دنیا کی کسی بولی میں نہیں ہے۔ لفظ صرف اور لفظ ہمت دونوں عربی زبان کے لفظ ہیں۔

۔۔۔ اگر عربی زبان میں کہا جائے:

واصرف الہمت لہذا الامر

۔۔۔۔۔ تو عرب اس کو یہی سمجھیں گے کہ فلاں کام کیلئے اس میں کارگزاری دکھانے کی دعوت ہے۔ اس کا کسی کو خیال بھی نہ ہوگا کہ فلاں چیز کی عبادت کرنے کو کہا جا رہا ہے۔ یہ دونوں لفظ اہل فارس بھی بولتے ہیں۔

۔۔۔۔۔ اگر فارسی میں کہا جائے:

برائے این کار صرف ہمت باید کرد

۔۔۔۔۔ تو فارس کا رہنے والا یہی سمجھے گا کہ فلاں کام کیلئے جوش عمل پیدا کیا جا رہا ہے اور یہ کسی ذہن میں واہمہ بھی نہ گزرے گا کہ کسی کام کو معبود قرار دینے کی تاکید ہے۔ اردو زبان میں بھی دونوں لفظ یوں استعمال کئے جاتے ہیں اور کہہ دیا جاتا ہے کہ:

ہمت خرچ کرو تو دولت، حکومت پاؤ

۔۔۔۔۔ اور کوئی بھی اس کا وہم بھی نہیں کرتا کہ دولت و حکومت کی عبادت کو کہا جا رہا ہے۔ آخر یہ ٹولی کس قسم کی ہے کہ دنیا جہان سے نرالی سمجھ رکھتی ہے۔ منہ سے 'صرف ہمت' کہتی ہے اور دل میں 'عبادت' مراد لیتی ہے۔ یہ اپنے دارالعلوم کیلئے 'صرف ہمت' کریں، اپنی جمعیت کیلئے 'صرف ہمت' کریں، اپنی ہر پالیسی کیلئے 'صرف ہمت' کریں تو یہ امید رکھیں کہ ملک بھر میں اسکو توحید کا طرہ سمجھیں اور اگر مسلمان 'صرف ہمت' بہ سوئے رسول کریں تو رسول معبود ہو جائے اور مسلمان مشرک ہو جائیں۔

دوسرے یہ کہ عبارت میں خیال رسول کا لفظ بھی ہے اور خیال رسول ہی کا بیان بھی ہے۔ اور خیال رسول ہی کو گالی دی گئی ہے۔ اب پوری عبارت پڑھئے مرادف الفاظ اس میں چند ہیں۔ وسوسہ، خیال، 'صرف ہمت'، استغراق۔ یہ فارسی نوییوں کا ایک طرز نگارش ہے کہ اگر کسی عبارت میں ایک لفظ بولنے کا کئی بار موقع ہو تو اُس لفظ کی تکرار سے بہتر یہ جانتے ہیں کہ کوئی دوسرا مرادف لفظ لائیں اور اس طرح لغت دانی اور بلاغت کا مظاہرہ کریں۔ اردو طرز تحریر میں بھی اس کی رعایت پائی جاتی ہے۔ مثلاً کسی نے کہا، مسلمانو! تم تدریکیلئے خدا کی طرف سے مامور ہو۔ تمہیں حکم ہے کہ طریق صحابہ پر غور و فکر کرو۔ تمہیں فرمان ملا ہے کہ آئمہ کرام کے سوچنے کا ڈھنگ دیکھو۔ تم سے کہہ دیا

گیا ہے کہ ہر واقعہ پر دھیان لگاتے رہو۔ اس عبارت میں تدبر، غور و فکر، سوچنے، دھیان لگانے، سب ایک دوسرے کے مرادف ہیں۔ اسی طرح مامور، حکم، فرمان، کہہ دیا گیا، سب مرادف ہیں اور ہر ایک کے معنی بس ایک ہی ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ تدبر کے معنی عبادت، غور و فکر کے معنی فلاں فلاں ہیں، جس میں سوچنے سے کوئی مطلب نہیں، تو دنیا اس کو مسٹر کے لباس میں دیکھے گی تو احمق الدین کہے گی۔ اور اگر مولوی کے کپڑوں میں پائے گی تو حاجی بغلول کہے گی۔

یہی حال 'صراطِ مستقیم' کی عبارت کا ہے کہ وسوسہ ہو یا خیال، 'صرف ہمت' ہو یا استغراق، دیکھنے میں چار لفظ ہیں مگر مطلب سب کا وہی ہے جو خیال کا مطلب ہے۔ ورنہ لفظ استغراق تو باب استفعال کا مصدر ہے، جس کی خاصیت 'طلب' ہے۔ اس کے معنی ہوں گے کہ پورے شوق طلب کے ساتھ خود بخود خیال آجانا نہیں بلکہ کوشش کر کے گائے گدھے کا خیال لانا۔ اور صرف خیال لانا ہی نہیں بلکہ اس خیال میں ذوق جانا، محو ہو جانا، ساری نماز اس محویت کی بھینٹ چڑھا دینا، اس کو بہتر کہا گیا ہے تو 'صراطِ مستقیم' کا مصنف بے ساختہ چیخ پڑے گا کہ خدا را مجھ پر رحم کرو اور ایسی معنی آفرینی نہ کرو جو میرے حاشیہ خیال میں بھی نہیں ہے۔ میں نے تو چار لفظ بولے اور صرف خیال کے معنی مراد لئے اور مصنف پر کیا موقوف ہے، جو لوگ اس کی عصمت پر ایمان رکھتے ہیں شاید وہ بھی برداشت نہ کر سکیں گے کہ لفظ استغراق کے حقیقی معنی قبول کریں اور صاف کہیں گے کہ یہ تو محض تفسیر عبارت ہے۔ ورنہ استغراق کے معنی یہاں محض خیال کے ہیں۔ تو پھر صرف ہمت کو خیال سے زیادہ قرار دینا اس کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ مصنف کی عصمت پر ایمان لا چکے ہیں۔ اور اس سے کسی لغزش کے امکان کو قبول کرنا کفر جانتے ہیں۔

تیسرے یہ کہ ٹولی بھر کی اس تمام کدو کاوش اور حیلہ تراشی کو نہ عبارت قبول کرے، نہ عبارت کا مصنف۔ ساری معنی آفرینی، توضیح القول بمالایرضی بہ قائلہ، ہو کر رہ گئی ہے۔ کیوں کہ عبارت میں لفظ 'وسوسہ' ہے تو مصنف نے کہیں نہیں بتایا کہ 'وسوسہ' کے معنی کیا ہیں۔ لہذا کوئی دوسرا اپنی طرف سے اس میں کوئی معنی نکالے تو گنجائش ہے۔ لیکن لفظ 'استغراق' اور لفظ 'صرف ہمت' جس پر بحث ہے اس کے تو خود مصنف نے خود اسی عبارت میں معنی بتا دیئے جس میں اب کسی کی زیادتی کا کسی کو حق ہی نہیں ہے۔ چنانچہ مصنف نے یہ نہ بتایا کہ 'وسوسہ' زنا کے بدتر ہونیکی وجہ کیا

ہے لیکن یہ بتایا ہے کہ صرف ہمت بہ سوئے رسول پاک کے بدتر ہونے اور استغراق در صورت گاہِ آخر کے بہتر ہونے کی وجہ کیا ہے۔ چنانچہ اسی عبارت کا خاتمہ اس جملہ پر ہے کہ:

خیال آں سرورِ سدیدائے دل می چہد بخلاف خیال گاہِ آخر کہ۔

آں قدر چسپیدگی می بود و نہ تعظیم۔

۔۔۔ یعنی 'صرف ہمت' بہ سوئے رسول پاک کے بدتر ہو سکی وجہ یہ نہیں ہے کہ 'صرف ہمت' بہ معنی 'عبادت' ہے۔ بلکہ اس بدتر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ سرورِ عالم کا خیال اور کان کھول کر پارٹی بھر سن لے کہ 'بس خیال' وہ چیز ہے، جو دل کے سوز میں چپک جاتی ہے اور گاہِ آخر کے خیال میں یہ چسپیدگی نہیں ہے۔ کتنا واضح طور پر اقرار ہے کہ 'صرف ہمت' جس کو کہا گیا ہے وہ 'صرف خیال' ہے اور استغراق جس کو کہا گیا ہے وہ 'صرف خیال' ہے۔ نہ 'صرف ہمت' کے معنی 'عبادت' کے ہیں اور نہ استغراق کے معنی پوجا پاٹ کے ہیں۔ دونوں جگہ پر صرف لفظ 'خیال' ہی مصنف لایا ہے، کہ دونوں کے معنی صرف خیال ہی کے ہیں۔ ہاں دونوں خیال میں فرق یہ ہے کہ گاہِ گدھے کے خیال سے نمازی کو کوئی دلچسپی نہ ہوگی اور رسول پاک کا خیال دل کی گہرائیوں میں اتر جائے گا۔ نمازی کو نماز کا، اور نماز کے ارکان کا، نماز کی قرأت کا، نماز کی دعاؤں کا، نماز کے درود شریف کا مزہ آجائے گا۔ اور یہ چیز اس عبارت والے پراتنی شاق ہے کہ اس کے خلاف گالی پراتنا قبول کر لے گا، مگر رسول پاک کی اس شان پر کسی طرح ایمان نہ لائے گا۔۔۔ غرض۔۔۔ عبارت پکارتی ہے کہ ساری ضد تعظیم محبت رسول پاک سے ہے۔ اور جو کچھ عبادت کا مقصود وہ صرف اسی قدر ہے۔

ان سطور نے واضح کر دیا کہ میں نے معلم کے بارے میں کیوں کہا کہ وہ اس بارے میں اپنے عقیدے کے اظہار کی جرات نہ کر سکیں گے۔ اور یہ بھی روشن ہو گیا کہ جو فرقہ خیالِ رسول کو کسی طرح برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔ نہ السلام علیک ایہا النبی کہتے وقت۔۔۔ نہ اشہدان محمد اعبیدہ و رسولہ کہتے وقت۔۔۔ نہ اللہم صلی علی سیدنا محمد کہتے وقت۔۔۔ اور نہ اللہم باریک علی سیدنا محمد کہتے وقت۔۔۔ تو پھر بھلا وہ یا نبی سلام علیک۔۔۔ یا رسول سلام علیک۔۔۔ یا حبیب سلام علیک۔۔۔ صلوة اللہ علیک کس کلیجہ سے گوارا کر سکے۔ وہ میلاد شریف اور اس میں سلام عرض کرنے کو جتنا کوسے، جس

قد رخم وغصہ کا اظہار کرے اور مسلمانوں کو اس عمل کی وجہ سے جو کچھ منہ بھر کہہ ڈالے، تو وہ اس افتادہ طبیعت اور فرقہ پرستی کی اصلی طینت سے مجبور ہے جس کی بنیاد ہی عناد رسول پاک پر رکھی گئی ہے۔ متعلم سے صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ فتویٰ چاک کر ڈالو، بحث مت چھیڑو!

’حال ایمان کا معلوم ہے بس جانے دو‘

بالجملہ یہ تو متعلم صاحب ہی بولیں کہ عرب میں، عجم میں، ہند میں، سندھ میں، مدینہ میں، چین میں، دنیا بھر میں، ہر مسلمان نمازی ’صیغہ خطاب وندا‘ کے ساتھ اپنی ہر نماز قرض و واجب و سنت و نفل میں السلام علیک ایہا النبی کہتا ہے اور اس کو کم از کم واجب جانتا ہے، تو یہ کیوں کرتا ہے۔ کیا ہر جگہ تشریف آوری ہوتی ہے۔ یہ کہنا فتویٰ نویس کو گوارا نہیں۔ اس کو تو آیت و حدیث میں اس نے پایا ہی نہیں، اس کو تو وہ عقلی طور پر بھی تسلیم نہیں کر سکتے۔ وہ تو کہتے ہیں کہ ایسا کسی نے دیکھا ہی نہیں۔ تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ غیر حاضر کو پکارنا، اس سے کلام بہ صیغہ خطاب و ذکر کرنا ہر نماز میں کیوں ہے اور کس دلیل سے ہے۔ جو دلیل پیش کریں اسی سے میلاد شریف میں بھی سلام عرض کرنا ثابت ہوگا۔ اسی کو دوسرے لفظوں میں یوں کہئے کہ میلاد شریف میں یا نبی سلام علیک کو ترک کرتے ہو، تو نماز میں التحیات اور درود شریف کو بھی چھوڑنا پڑے گا۔ اور اگر نماز میں التحیات اور درود شریف کے خلاف کچھ نہیں کہہ سکتے ہو تو میلاد شریف میں یا نبی سلام علیک کے خلاف بھی منہ کھولنے کا حق نہیں ہے۔

اب متعلم صاحب کی مان کر یہ دیکھنا ہے کہ اگر میلاد شریف میں کھڑے ہو کر سلام عرض کرنے پر یہ لازم ہی آتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھے کہ محفل مبارک میں حضور تشریف فرما ہیں، یا روح پاک حاضر ہے، تو اس عقیدے کو غلط کس برتنے پر کہہ دیا ہے۔ کیا کوئی دلیل اس عقیدے کے غلط ہونے پر ہے، یا قرآن و حدیث نے اس عقیدے کو غلط بتایا ہے۔ اگر ہاں، تو سارا فتویٰ اس دلیل اور آیت و حدیث سے خالی ہے۔ اور تھوڑی سمجھ والا بھی یہ سمجھ سکتا ہے کہ اگر واقعی فتویٰ نویس کے پاس کوئی دلیل، کوئی آیت، کوئی حدیث، ایسی ہوتی جس میں اس عقیدے کے غلط ہونے کا شبہ بھی پیدا کیا جاسکتا، تو وہ اس کو اس موقع پر اٹھانہ رکھتے، بلکہ بڑی دھوم سے مچلتے ہوئے قلم سے اس کو لکھ کر لکا رتے کہ یہ ہیں دلائل، یہ ہیں آیتیں، یہ ہیں حدیثیں، جن میں اس عقیدے کو صاف صاف

غلط کہا گیا ہے۔ مگر اس بیان کے موقع پر کسی دلیل و کسی آیت و حدیث کو بیان نہ کرنا، ایک طرح سے اقرار ہے کہ عقیدہ کے غلط ہونے کی نہ کوئی دلیل ہے، نہ کوئی آیت ہے، نہ کوئی حدیث ہے۔ کم و بیش ڈیڑھ سو برس سے آج تک ساری پارٹی ایسی دلیل، ایسی آیت، ایسی حدیث کی تلاش میں ہے جس سے اس عقیدہ کے غلط ہونے کا ثبوت مل سکے۔ مگر وائے ناکامی قسمت، کہ اس معلم کے عہد تک نہ ملی۔ اور یاد رکھیں کہ قیامت تک نہیں مل سکتی ہے۔ اور اگر معلم کو خود بھی محسوس ہو رہا ہے کہ وہ اس بارے میں نادار ہیں اور واقعی عقیدے کے غلط ہونے کی ان کے پاس کوئی دلیل، کوئی آیت، کوئی حدیث، نہیں ہے تو آخر یہ من گڑھت و دعویٰ اور بے دلیل بات اور من مانی شریعت کو لکھ کر ملت اسلامیہ سے قبول کرانے کی سعی لاحاصل کیوں ہے؟ یہاں معلم صاحب کونسانے کے قابل ایک شخص کا بند یاد آگیا۔

جو کہتے ہیں کہ وہ ہرگز نہیں تشریف لاتے ہیں
وہ گندے ہیں وہ گندوں میں کہیں تشریف لاتے ہیں
جہاں ہم نے پکارا وہ وہیں تشریف لاتے ہیں
بجرا اللہ سید وہ یہیں تشریف لاتے ہیں
جناب رحمۃ اللعالمین تشریف لاتے ہیں

اب ذرا اس کی بھی سیر کر لی جائے کہ معلم نے، یہ بلند و بالا دعویٰ تو کر دیا کہ نہ آپ تشریف لاتے ہیں، نہ آپ کی روح حاضر ہوتی ہے۔ یہ لہجہ ایسا ہے کہ گویا آپ کی تشریف آوری کا پاسپورٹ فتویٰ نویس کے دفتر ہی سے مل سکتا ہے۔ اور دفتر کے ریکارڈ میں کوئی پرمٹ موجود نہیں ہے۔

لہذا بڑے اطمینان سے کہہ دیا کہ بلا اجازت تشریف آوری ہرگز نہ ہوگی۔ چنانچہ معلم صاحب اسی مدعا کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ تشریف آوری کے دعوے پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ یہاں لفظ 'دلیل' سے 'قرآن و حدیث' کو مراد نہیں لیا جاسکتا، کیونکہ قرآن و حدیث میں نہ ہونے کو مستقل طور پر اس دلیل کے سوا آگے خود معلم نے لکھا ہے۔ تو اب یہاں دلیل سے وہی پاسپورٹ ہی سمجھا جاسکتا ہے جس پر معلم کا سارا فرقہ متفق ہے کہ نہ کبھی دیا اور نہ کبھی دینا چاہتا ہے۔ ساری

دنیا جہاں سے جہاں چاہے آئے جائے، فرقہ بھر کو اس میں دخل نہیں۔ صرف آنحضرت کی تشریف آوری کا پر مٹ فرقہ نے اپنے لئے رجسٹرڈ کرالیا ہے اور طے کر لیا ہے کہ اب اگر اللہ تعالیٰ بھی چاہے، تو معاذ اللہ چاہا کرے، تشریف آوری کا اجازت نامہ فرقہ کا دفتر ہرگز نہ دے گا۔ متعلم اپنے اس مدعا سے بر خود غلط خواہ ہے خوب مزے لے رہے ہوں مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور رسول پاک پر اس کے فضل اتم پر ایمان رکھنے والوں کو متعلم مجبور نہ کریں کہ وہ ان ہفوات کو قبول کر لیں۔ ان کی طرف سے اتنا کہ دینا کافی ہے کہ:

’دعویٰ بے دلیل قبول خرد نہیں‘

متعلم نے اپنے دعویٰ کی بنیاد دوسری یہ بتائی ہے کہ اور نہ کوئی آیت ہے اور نہ کوئی حدیث ہے کہ جس سے ثابت ہو۔ اس جملہ سے اتنی بات تو واضح ہو جاتی ہے کہ کوئی آیت، کوئی حدیث، اس مضمون کی توہرگز نہیں ہے کہ تشریف آوری اور روح پاک کی حاضری کا عقیدہ غلط ہے۔ ورنہ متعلم بہ باگ و دہل پکارتے کہ یہ عقیدہ فلاں آیت اور فلاں حدیث سے غلط ثابت ہوتا ہے۔ بجائے اس کے پھسپی سی بات، بالکل دہلی زبان سے یوں کہہ دی کہ یہ عقیدہ قرآن و حدیث سے ثابت نہیں۔ یہ کچھ فرقہ بھر کی اس خصوص میں کمزوری کے سبب ہے اور کچھ اس میں قانونی چالاکی سے کام لیا گیا ہے، تاکہ عقیدہ کے غلط ہونے کی ان سے کوئی آیت و حدیث کا مطالبہ نہ کرے، اور یہ مسلمانوں کے ذمہ پڑے کہ وہ عقیدہ کو قرآن و حدیث سے ثابت کریں۔ اس طرح متعلم کی جان بچے اور مسلمان پر جس عقیدہ کو متعلم نے لازم ٹھہرایا ہے اس کا بار ثبوت بھی مسلمان ہی پر رہے۔

اگر کوئی مسلمان اصولی مناظرہ پراڑ جائے تو متعلم کا گریبان تھام کر مجبور کر سکتا ہے کہ تم نے خود کہا کہ یہ عقیدہ رکھنا پڑے گا۔ اور تم نے خود دعویٰ کیا کہ عقیدہ غلط ہے۔ لہذا تم کو ہی وہ آیت و حدیث دکھانی پڑے گی جس میں اس عقیدہ کو غلط کہا گیا ہو۔ اس کے بغیر تمہاری جان نہ بچے گی۔ مگر اس میں متعلم کی کھکھی بندھ جائے گی اور امید نہیں کہ مسئلہ اتنا روشن ہو سکے جتنا روشن ہونے کا حق رکھتا ہے۔

اسی لئے مسلمانوں کا دستور چلا آیا ہے کہ وہ اس قسم کے مسائل میں اُس فرقہ والے کو

ٹھگ نہیں کرتے اور کسی گلی میں بند کر کے چوٹ نہیں دیتے بلکہ کھینچ کر میدان میں کھڑا کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم اپنے دعویٰ کی آیت وحدیث میں خفیف سی بھی تائید نہ پاتے ہو، نہ پاسکتے ہو۔ ہاں سنو! کہ جس کو تم غلط کہتے ہو، وہی چیز قرآن میں بھی ہے اور حدیث میں بھی ہے اور فقہ حنفی میں بھی ہے۔ اس مسئلہ کے تمام پہلو سامنے لانے کیلئے، لکھ دینا ضروری ہے کہ عرف عام میں اس مسئلہ کو 'حاضر و ناظر' کا مسئلہ کہتے ہیں۔ اگر حضور کا 'حاضر و ناظر' ہونا حق ہے، تو تشریف آوری اور روح پاک کی حاضری حق ہے اور اگر 'حاضر و ناظر' ہونا غلط ہے، تو پھر تشریف آوری اور روح پاک کی حاضری کا عقیدہ ہی غلط ہے۔

اب یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ اس بارے میں معلم کا سارا فرقہ 'حاضر و ناظر' کے بارے میں کہتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے اور حضور کو حاضر و ناظر ماننا ان کے اصول سے شرک ہے۔ فریقین کے دعوؤں کے صاف ہو جانے کے بعد، اب پھر مسئلہ کی حقیقت پر نظر کی جائے اور دیکھا جائے کہ کیا واقعی حاضر و ناظر ہونا اللہ تعالیٰ ہی کی شان ہے یا حضور بھی حاضر و ناظر ہیں۔ اس سوال کے پہلے جز کی تحقیق کی جائے تو قرآن کے تیس پارے اور حدیث کے لاکھوں ذخیرے میں اور قرن اول سے لیکر اس فرقہ کے جنم لینے تک کے علماء و فقہاء کی بی شمار تصانیف و فتاویٰ میں اللہ تعالیٰ کا نام پاک نہ حاضر بنایا گیا ہے، نہ ناظر بنایا گیا ہے۔ اور ہر مسلمان جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ توفیقی ہیں۔ جب تک قرآن پاک اور حدیث شریف میں وارد نہ ہو اور علماء و فقہاء کے تلقی بالقبول سے ثابت نہ ہو، کسی لفظ کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی ذات پاک پر جائز نہیں۔ اس میں تو ہمارے علماء نے اتنی احتیاط فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو 'عظام' کہتے ہیں مگر 'علامہ' نہیں کہتے۔ حالانکہ 'علامہ' میں علم کا مبالغہ زیادہ ہے۔ قرآن شریف میں ہے۔۔۔۔۔ الرحمن علم القرآن۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ کو 'معلم القرآن' کہنا جائز نہیں فرماتے۔ کیونکہ گو قرآن میں علم القرآن ہے مگر معلم القرآن تو نہیں ہے جو ہمارے زمانے میں ہر میاں جی کو کہتے ہیں۔

جب اسلام کا نظریہ اللہ تعالیٰ کے نام میں اس حد تک احتیاط کا ہے، تو حاضر و ناظر کا لفظ جب قرآن میں نہیں، حدیث میں نہیں، کلمات علماء و فقہاء میں نہیں، تو اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کیوں کہا جائے۔ بلکہ یہ دونوں لفظ تو اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہیں۔ کیونکہ لفظ 'حاضر و ناظر' تو اس کو کہتے

ہیں جو غائب تھا، پھر حاضر ہوا۔ مدرسہ میں حاضری کا رجسٹر ہوتا ہے، مدرس ایک ایک لڑکے کو پکارتا ہے اور لڑکا جواب میں 'حاضر' کہتا ہے یعنی میں یہاں نہ تھا، اب حاضر ہوا ہوں۔ یہ بھی یاد رہے کہ 'حاضر نہ تھا' کا یہ مطلب نہیں کہ میرے ذہن سے مدرسہ کا تصور نکل گیا تھا، بلکہ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ میرا وجود کسی غائب تھا اور اب حاضر ہے۔ تو حاضر کے معنی ہوئے کسی غائب کا حضور بہ جسم۔ اسی طرح لفظ 'ناظر'، 'نظر' سے بنا ہے اور 'نظر' کا ترجمہ ہے 'آنکھ'، جو بدن کا ایک حصہ ہے۔ تو 'ناظر' کے معنی ہوئے 'آلہ نظر سے دیکھنے والا'۔

ان دونوں لفظ کے معنی پکارتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو 'حاضر' کہنا کہ معاذ اللہ غائب تھا اور پھر حاضر ہوا۔ اور پھر معاذ اللہ اس کا جسم غائب تھا، اب حضور بہ جسم ہوا، کتنا عظیم جرم ہے۔ اسی طرح 'ناظر' کہنا کہ اس کے 'آنکھ' ہے، اسی سے دیکھنے کا کام لیتا ہے، معاذ اللہ کس قدر منافی ایمان ہے۔ اسی لئے صاحب درمختار نے بعض فقہاء کا فتویٰ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا کفر ہے۔ یہ تو ہمارے فقہائے کرام کا کرم ہے کہ ان دونوں لفظوں کے بولے جانے کی ایک راہ یہ نکال دی کہ دونوں کے معانی حقیقی کا وہم بھی نہ کیا جائے۔ اور بطور مجاز 'حاضر' کے معنی 'حضور' 'علمہ' اور 'ناظر' کے معنی 'بصیر' کے لئے جائیں اور 'حاضر و ناظر' کہہ کر، 'علم و بصیر' کے معنی لئے جائیں تو کفر سے بچ جائیں گے۔ اس میں شبہ نہیں کہ اس صورت سے کفر سے نجات تو ملی، مگر محض کفر سے بچ جانا بتاتا ہے کہ یہ دونوں لفظ اصل اسلام میں اللہ تعالیٰ پر بولے نہیں گئے۔

اس بحث کو سامنے رکھ کر غور کیجئے کہ جب اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنے ہی میں ایسی سخت بحث ہے، تو اس فرقہ کا کیا حشر ہوگا جس کا دعویٰ بھی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہے۔ بلکہ جس کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی حاضر و ناظر ہے۔ یعنی بلا حضور جس لفظ کا بدل اطلاق قابل غور ہے، اُس کو حصر کے ساتھ کہنا کتنی بڑی جسارت ہے۔

اس تفصیل سے واضح ہوا کہ 'حاضر' بمعنی حقیقی یعنی 'حضور بہ جسم' اور 'ناظر' بمعنی حقیقی یعنی 'نظر بعینہ' سے اللہ تعالیٰ تو پاک ہے اور یہ ہمارے حضور کیلئے نہیں بلکہ حضور ہی کیلئے شایان شان ہے۔ تو حضور بہ جسم و نظر بہ ناظر بمعنی میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا غلط ہے اور حضور ہی کو حاضر و ناظر کہنا حق ہے۔ اسی حق کو فتویٰ نویس نے غلط بتایا ہے۔ یہ تو ایک فقہی بحث تھی۔ اب

یہ بھی دیکھئے کہ اس مسئلہ میں قرآن کریم کیا فرما رہا ہے۔
 --- ارشادِ بانی ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا

﴿القرآن: سورہ الاحزاب: ۴۵﴾

اے بندِ مرتبہ غیب کی خبر دینے والے،
 بیشک ہم نے آپ کو بھیجا ہے حاضر مشاہدہ والا۔

--- لفظ 'شاہد' کے حقیقی معنی دو ہیں۔ اگر اس کا مصدر 'شہود' ہے، تو اس کے معنی ہیں 'حاضر'۔ اور
 اگر مصدر 'شہادت' ہے، تو اس کے معنی ہیں مشاہدہ کرنے والا یعنی 'ناظر'۔ یہ جو گواہ کو شاہد کہتے ہیں
 اس کی وجہ یہ ہے کہ جس واقعہ کا وہ گواہ ہے اس موقع پر وہ 'حاضر' بھی تھا اور واقعہ کا 'ناظر' بھی تھا۔ تو
 قرآن کریم صاف صاف رسول پاک کو حاضر و ناظر کہہ رہا ہے۔

--- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی فرماتے ہیں کہ:

إِنَّ اللَّهَ قَدْ رَفَعَ لِي الدُّنْيَا وَآنَا أَنْظُرُ إِلَيْهَا

وَاللّٰهُ مَا هُوَ كَأَنَّ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامِ كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى كَفْئِي هَذِهِ

بیشک اللہ نے اٹھا کر رکھ دیا ساری دنیا کو میرے سامنے تو میں دیکھ رہا ہوں اسے۔
 اور اس میں جو کچھ بھی ہونے والا ہے قیامت تک جیسے میں دیکھ رہا ہوں اپنی ہتھیلی کو۔

--- حدیث میں لفظ 'ناظر' ہی موجود ہے۔ یہ مضمون اس قدر صاف اور روشن ہے کہ اس بارے
 میں وہابیت سے پہلے ساری امت میں کوئی خلاف ہی نہ تھا۔ چنانچہ میں اپنے جی سے نہیں بلکہ اس
 معتمد و ناقابل انکار بزرگ ہستی کا بیان سامنے رکھے دیتا ہوں جو مرتبہ تحقیق میں محقق کامل اور افادہ
 حدیث میں برکت الرسول تھے۔ اور جنہوں نے کسی فن میں کسی لفظ کے استعمال میں تفرّد و خود رائی
 سے کام نہیں لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے قلم کو اپنی حفاظت میں ایسا لے لیا کہ اس کا کوئی نقطہ قابل
 انکار نہ ہوا۔ اور وہ شیخ محقق برکت الرسول فی بلادہند مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی حنفی تدریس
 القوی کی ذاتِ مبارک ہے۔ وہ اس مسئلہ میں صاف فرماتے ہیں کہ:

بعد چندین اختلافات و کثرت مذاہب کہ در علمائے امت است

یک کس رادراین مسئلہ خلاف نیست کہ آنحضرت

صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم بحقیقت حیات ہے شایہ مجاز

تو ہم تاویل دائم و باقی است و براعمال امت حاضر و ناظر

----- یعنی -----

عقائد و مسائل میں علماء نے قدم قدم پر اپنی تحقیق کے نتیجہ میں باہم اختلافات کئے اور کتنے فرقے ہو گئے لیکن اختلافات کے ان ہجوم میں کس قدر حیرت کی بات ہے کہ عرب میں عجم میں کہیں کوئی ایسا شخص نہیں کہ جس کو آنحضرت ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے سے اختلاف ہو۔

اب فتویٰ نویس کو سوچنا چاہئے کہ جس عقیدہ میں شیخ محقق کے عہد تک زمانہ پاک نبوی سے کسی کو اختلاف نہیں ہوا۔ اگر فتویٰ نویس اس اجماعی عقیدے پر حملہ کرینگے تو امت اسلامیہ سے ان کو اس بات کی امید رکھنے کا کیا حق ہے کہ وہ بھی قبول کرے۔ جب مسئلہ حاضر و ناظر حق ہے، قرآن کریم سے ثابت ہے، حدیث شریف سے ثابت ہے، اور بلا اختلاف ساری امت اسلامیہ اس کو حق مانتی چلی آئی ہے، تو پھر میلاد شریف کی محفل میں تشریف آوری اور روح پاک کے حاضر ہونے میں کون سی ترؤد کی بات رہ گئی اور حق کے خلاف اگر معلم کی جمیعت نے آواز اٹھائی تو گو ساری جمیعت اس کی عادی ہو چکی ہے۔ مگر مسلمان بھی تو خلاف حق والوں کی مخالفت کے عادی ہو چکے ہیں۔ اگر حق کی مخالفت ایلم بم ہے، تو اس مخالفت کی مخالفت ہائیز رو جن بم ہے۔ معلم کی راہ کتنی خطرناک ہے جس کو خود کشی کہتے ہیں۔

تَكَذِّبُكَ الْعَذَابُ وَالْعَذَابُ الْآخِرَةُ أَكْبَرُ

بعونہ تعالیٰ آفتاب سے زیادہ روشن ہو گیا کہ سلام و قیام پر جس عقیدہ کا ہونا لازم ٹھہرایا گیا تھا، وہ عقیدہ حق ہے اور جس کو افتراء محض کہا گیا تھا، وہی قرآن و حدیث و فقہ میں موجود ہے۔ معلم کا حق کے خلاف غیظ و غضب، الناپور کو تو ال کو ڈانٹنے کی ایک تازہ مثال ہے۔ معلم کے سارے فتویٰ میں صرف یہی ایک مقام ہے، جہاں ایک حدیث شریف بھی نقل کر دی ہے اور شاید پوری حدیث یاد تھی اور کتاب میں دیکھ کر نقل کرنے میں کس کس سے پوچھتے کہ کس کتاب میں ہے اور کتاب کے کس صفحہ میں ہے۔ لہذا لفظ الحدیث کہہ دیا کہ پوری حدیث یہ نہیں ہے۔ اگر مستفتی کو پوری حدیث دیکھنی ہو تو کسی پڑھے لکھے کی مدد سے کتاب سے نکال کر خود دیکھ لے۔

معلم کو تقویۃ الایمان، براہین قاطعہ، حفظ الایمان، تحذیر الناس وغیرہ کتب، سرمایہ جمیعت کے پڑھنے، یاد کرنے سے اتنی فرصت نہیں ہے کہ وہ حدیث کی کتاب کو ہاتھ میں

لیں۔ لیکن اس کو خواہ خدا کی مار کہئے اور خواہ مخالفت حق کا وہاں سمجھئے کہ حدیث جس قدر لکھی ہے، اس میں بھی الفاظ چھوٹ گئے۔ اس کا احساس خود فتویٰ نویس کو بھی ہوا۔ اسی لئے نہ پوری حدیث لکھی اور نہ اس کتاب حدیث کا نام لیا جس سے حدیث نقل کی ہے۔ کیونکہ اس طرح تو اس کتاب کو فتویٰ نویس کے سامنے رکھ کر دکھادیا جاتا کہ یہ دیکھئے حدیث یوں ہے اور آپ نے مقصد ہی کو نگم کر دیا، تو آپ سے کس حفظ و حفاظت کی امید کی جاسکتی ہے۔ اسی لئے بار بار جمعیت بھر کے لوگوں سے کہا گیا کہ زبان سے حدیث حدیث کہتے رہو۔ مگر کبھی حدیث کے الفاظ زبان پر نہ لایا کرو، ورنہ سارا بھرم حدیث دانی کا کھل جائے گا۔

جس کو حدیث والے آقا سے والہانہ عقیدت کے بجائے معاندانہ ضد ہو، اگر حدیث حدیث کہتا ہے، تو اس سے مراد حدیث رسول پاک نہیں ہے۔ بلکہ وہ تو اس کو کہتا ہے جس کو قرآن کریم 'ہو الحدیث' فرماتا ہے۔ اسی گپ شپ کو یہ لوگ حدیث حدیث کہا کرتے ہیں۔ جس کو 'صاحب الحدیث' سے کوئی عقیدت نہیں تو اس کو حدیث شریف سے کیا سروکار ہے۔ چنانچہ سارے فتویٰ میں ایک حدیث بھی لکھی تو اس میں بھی غلطیاں کیں اور اس چالاکی کی داو کھادی جائے، کہ حدیث شریف کا ترجمہ بالکل نہیں کیا۔۔۔۔۔ چونکہ عام طور سے لوگ عربی زبان نہیں جانتے۔ معلم نے پہلے بے لگام دعویٰ، روح پاک کی حاضری و تشریف آوری کے خلاف کرتے ہوئے، مسلمانوں کو آنکھ دکھلاتے ہوئے، اُن پر 'افترائے محض' کا الزام رکھتے ہوئے، یکبارگی حدیث کی عبارت لکھ دی کہ لوگ سمجھیں حدیث شریف میں اُن کے دعویٰ کا ثبوت ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ حاضر و ناظر کا مسئلہ غلط ہے۔ تشریف آوری کو ناممکن بتایا گیا ہے۔ حالانکہ حدیث شریف میں ان تمام دعویٰ کی تائید کا ایک نقطہ بھی نہیں ہے۔ اس میں تو صرف یہ ہے کہ جو شخص رسول پاک کی حدیث اس کو بتائے جو واقعی حدیث نہ ہو تو اس کا مقعد یعنی ٹھکانہ جہنم میں ہے۔

قرآن و حدیث میں ہر گز ہر گز کوئی ایک لفظ بھی نہیں ہے کہ تشریف آوری اور روح پاک کی حاضری غلط ہے۔ اب اگر قرآن و حدیث کا نام لے کر کوئی معلم کی طرح کہے کہ یہ غلط ہے، یعنی قرآن و حدیث میں اس کو کہا گیا ہے تو وہ مفتری ہے، کذاب ہے، اس کا ٹھکانہ جہنم میں ہے۔ اس سے اندازہ ہو گیا کہ چونکہ حدیث کا مضمون خود معلم کا رو بلیغ ہے، لہذا لکھنے کو تو حدیث

شریف لکھ دی، مگر ترجمہ کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ اس چالاکی کو بھی چار سو بیس کہا جاسکتا ہے۔ اس موقع پر معلم کا یہ عقلی گدہ بھی نظر کرنے کے قابل ہے کہ۔۔۔۔ کوئی دیکھتا نہیں پھر کہاں سے معلوم ہوا کہ آپ تشریف لاتے ہیں۔۔۔۔

یہ بولی جس بازار کی ہے وہاں کی بولیاں یہ ہیں۔ سڑنچری بولا کرتے ہیں کہ فرشتوں کو کوئی دیکھتا نہیں، پھر کہاں سے معلوم ہوا کہ فرشتے ہیں۔ دہریے چلاستے رہتے ہیں کہ روح کو کوئی دیکھتا نہیں، پھر کہاں سے معلوم ہوا کہ روح ہے۔ بنی اسرائیل کے لہدوں کی آواز تھی کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہم دیکھتے ہی نہیں، پھر کہاں سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہے۔ مغرب زدوں کی پکار ہے کہ جنت و جہنم کوئی دیکھتا نہیں، پھر کہاں سے معلوم ہوا کہ جنت و جہنم ہے۔ یہ اندھوں کا بازار کہلاتا ہے۔ اور اس کی آبادی کا بنیادی عقیدہ ہے کہ غائب پر کبھی ایمان نہ لایا جائے اور صرف شہادت کو تسلیم کیا جائے۔

چنانچہ اس بازار کی بولی بھی ہے کہ۔۔۔۔ کوئی دیکھتا نہیں پھر کہاں سے معلوم ہوا کہ آپ تشریف لاتے ہیں۔۔۔۔ مگر ان کو یہ تو سوچنا تھا کہ یہ بولی ناپید بازار سے باہر بولنے کی نہیں ہے۔ کیونکہ مسلمان تو یومنون بالغیب کی شان رکھتے ہیں۔ وہ ان دیکھی چیز کو ایسا مانتے ہیں کہ آنکھ دیکھی چیز پر انکو اس قدر یقین نہیں ہے جس قدر ان دیکھی پر ہے۔ کیونکہ ہم جس چیز کو خود دیکھتے ہیں اس میں آخری احتمال یہ باقی رہتا ہے کہ ہماری آنکھ نے خطا کی ہو۔ لیکن جس چیز کو بے دیکھے مانتے ہیں، اس پر تو یہ اطمینان ہے کہ اس کا اللہ تعالیٰ خود بصیر ہے، رسول پاک کی ان معصوم آنکھوں نے دیکھا ہے جنہوں نے خالق کے دیکھنے میں بھی خطا نہ کی۔ تو پھر مخلوق کے دیکھنے میں کیا خطا کا امکان ہے۔ ان اولیاء، عرفاء، ارباب کشف و شہود کا مشاہدہ ہے جن کی چشم بینا پر ساری امت کا اعتماد کامل ہے۔

انہی اوراق میں ذکر آچکا ہے کہ اوروں کا کیا ذکر، ساری الجمعیت جس سے انکار نہ کر سکے یعنی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد ماجد شاہ عبد الرحیم صاحب نے خاص میلاد شریف میں تشریف آوری کو دیکھا ہے۔ تو فتویٰ نویس کی ٹولی نے اگر نہیں دیکھا تو نایمانی کا علاج کریں اور

اگر اپنے نادیکھنے کو دلیل جانتے ہیں تو بصارت کے ساتھ بصیرت بھی غائب ہے۔ دونوں کی خبر لیں۔ اس انداز بیان سے متعلم نے اپنی جمعیت کی طرف سے اعلان کر دیا کہ بے دیکھی چیز یعنی غیب پر اس ٹولی کا ایمان ہی نہیں ہے۔ کیونکہ کسی چیز کا معلوم ہونا صرف اسی پر موقوف ہے کہ کوئی دیکھے اور جب کوئی دیکھتا نہیں پھر کہاں سے معلوم ہوا کہ غیب کا وجود ہے۔

حال ایمان کا معلوم ہے بس جانے دو۔

وَلَا تَحْزَنْ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

قول متعلم:

جس طرح کسی ناکہے ہوئے قول کو آپ کی طرف منسوب کرنا حرام ہے اسی طرح ناکیا ہوا فعل آپ کی طرف منسوب کرنا حرام ہے۔

تنبیہ:

کوئی یہ نہ سمجھے کہ اس عبارت کی محض اردو ہی بگڑی ہوئی ہے۔ بلکہ اردو سے زیادہ اس عبارت کا مفہوم بھی بگڑا ہوا ہے۔ اس عبارت کے دو جزء ہیں۔ پہلا یہ کہ جس بات کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہیں فرمایا، اُس کو کہنا کہ 'حضور نے فرمایا ہے' جس کو حدیث موضوع کہتے ہیں، جس کو واضح حدیث اپنے دل سے گڑھتا ہے اور یہاں کی سے کہہ دیتا ہے کہ 'یہ حضور کا ارشاد ہے'۔ یہ بڑا شدید جرم ہے اور حرام ہے۔ اسی قبیل سے ہے 'براہین قاطعہ' والوں کا یہ من گڑھت بیان، کہ ایک شخص مجہول کو صالح کی سند دیکر اس کی روایت سے لکھ دیا کہ 'حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اردو، مدرسہ دیوبند کے مولویوں سے آگئی ہے۔ اول تو دیوبند کو اردو سے کیا واسطہ۔ وہاں کی اردو شکنی زبان زبان پر ہے۔ رات دن تشدید کے آرے چلا کرتے ہیں اور پھر رسول پاک کے استاد بننے کی بد تمیزی، پھر حرمین شریفین کی شان دبانے کیلئے یہ گڑھت۔۔۔۔۔ غرض۔۔۔۔۔ ایک عیب ہو تو کہا جائے۔ مگر یہ جسارت کہ اس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد بتایا۔ صاف ظاہر ہے کہ بجرمانہ حرکت ہے۔ یعنی متعلم نے جو پہلا جزو لکھا ہے وہ خود بدولت کے بزرگوں کے خلاف ہے۔ اب

رہا دوسرا جزو۔ تو ہر اردو بولنے اور سمجھنے والا اس کو پڑھ کر یہی سمجھے گا کہ جو کام حضور نے نہیں کیا اس کو یہ کہنا کہ یہ سنت رسول ہے، حرام ہے۔

لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس فتویٰ میں اس بات کے تذکرہ کا کیا موقع ہے۔ کیا کسی ایک مسلمان نے بھی کہا ہے کہ میلاد شریف، جس طرح ہم کرتے ہیں یہ سنت رسول پاک ہے۔ حد ہوگئی کہ مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی نے اس محفل کو واجب کا ایک فرد بتایا اور مولانا عین القضاۃ صاحب لکھنوی نے اس بارے میں اپنے استاد کی مزید تائید کر کے اس محفل کو واجبات سے بتایا اور جمہور علمائے عرب و عجم نے اس کو مستحسن فرمایا اور کارِ ثواب قرار دیا مگر کسی ایک نے بھی اس کو سنت رسول نہیں کہا۔ تعلیم صرف و نحو، قرآن پر اعراب، اور پیشارا امور ہیں جن کو علماء نے واجب تک قرار دیا مگر کسی نے سنت رسول نہیں فرمایا۔ عمارت مسجد کو بلند بنانے کا فتویٰ موجود ہے لیکن اس کو سنت رسول نہیں کہا گیا۔ تو پھر معلم کو بتانا چاہئے تھا کہ کس نے ناکیا ہوا فعل آپ کی طرف منسوب کر کے حرام کیا، جو اس بات کے کہنے کی ضرورت ان کو ہوئی۔

اب کہئے تو بتا دیا جائے کہ انھیں کس قسم کا فریب دینا تھا۔ بات یہ ہے کہ اب جمعیت کے سارے عوام و خواص جاہلوں سے یوں کہا کرتے ہیں کہ اپنا میلاد شریف رسول پاک نے نہیں کیا۔ اپنا فاتحہ رسول پاک نے نہیں کیا۔ محرم میں مجلس، ذکر شہادت رسول پاک نے نہیں کیا۔ غوث پاک کی گیارہویں رسول پاک نے نہیں کی۔ اور جس کام کو رسول پاک نے نہیں کیا ہم کو ہرگز نہ کرنا چاہئے۔ اسی جمعیت کے عامیانہ پروپگنڈہ کی تائید کیلئے یہ جملہ، معلم نے لکھا کہ مسلمان ضرور اس کو سنت کہتے ہیں، جب تو معلم نے خاص طور پر یہ جملہ لکھا ہے۔ لیکن اس چالاکی کو۔۔۔۔۔ چار سو بیس کے سوا کوئی کیا کہہ سکتا ہے۔ مزہ یہ ہے کہ اگر فتویٰ نویس کی جمعیت بھر سے کہا جاتا کہ صرف و نحو کی تعلیم کو رسول پاک نے نہیں کیا، بلکہ کسی مخلوق سے کوئی علم نہیں پڑھا اور ان کی اساتذہ کا کوئی دارالعلوم نہیں بنایا، اور بلند گنبد و منارہ کی مسجد نہیں بنوائی، قرآن کریم پر نہ اعراب لگایا، نہ کسی دوسری زبان میں ترجمہ کرایا، تو سب سے تو بہ کرو۔

اس وقت جمعیت کی نمائندگی کرنے والے کی کھمبا نوچنی والی اداکاری قابل دید ہو جاتی ہے اور گیارہویں شریف کو کہنا کہ رسول پاک نے نہیں کیا، بالکل اسی قسم کی بولی ہو کہ جنگ بدر کے

نہیں ہیں۔ انھوں نے صرف نقل کر دیا ہے اور نقل قرآن شریف سے نہیں کیا، حدیث کی کتابوں سے نہیں کیا، فقہ کی کتابوں سے نہیں کیا، گزشتہ تیرہ صدی کے اندر کے کسی مصنف کی تصنیف سے نہیں کیا، کیونکہ قرآن و حدیث و فقہ میں تو اس ساری تحریر کے ایک حرف کی تائید بھی نہیں ہے۔ بلکہ نقل بھی کیا تو چودہویں صدی کی ایک کتاب سے، جن کو عرب و عجم میں علامات قیامت قرار دیا گیا ہے۔ ان کی کتاب کا نام ہے، فتاویٰ امدادیہ، اس نام میں بھی فریب کاری ہے کہ عوام سمجھ لیں کہ شاید حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی کے فتاویٰ ہیں۔ حالانکہ یہ اس نے لکھا ہے جو حضرت حاجی صاحب کے پیروں پر بیٹھے ہوئے کا علی الاعلان انکار کر چکا، جو کانپور میں جب تک رہے برابر میلاد شریف پڑھتے رہے، سلام و قیام کرتے رہے اور جب کانپور سے نکلے یا نکالے گئے تو سارا غصہ کانپور والوں کی محفل میلاد شریف پر اتارا۔ لیکن یہ تو بڑی فریب کاری ہے کہ کانپور کے مسلمانوں کے خلاف وہ کتاب استعمال کی جائے، جو ان کی دینداری کی دشمنی میں مرتب ہوئی ہے۔ کیا روز روشن سے زیادہ یہ بات روشن نہیں ہوئی کہ متعلم کا استدلال اپنے گرو گھنٹال کے مقال سے اس ناداری و بے ماگئی کی نشانی ہے جو قرآن و حدیث و فقہ میں اپنی تائید نہ پانے کی کھلی دلیل ہے۔

قول متعلم:

ونظیر ذلك فعل كثير ذكر مولده صلى الله عليه وسلم و
وضع امة له من القيام وهو الينا بدعة لم يرد فيه شيء على
ان الناس انما يفعلون ذلك تعظيما له صلى الله عليه وسلم۔
فالعوام معذ ورون لذلك بخلاف الخواص۔ (فتاویٰ حدیث، صفحہ ۶۰)

تنبیہ:

سارے فتوے میں یہ پہلی عربی عبارت ہے، جس کو متعلم نے براہ راست ایسی کتاب کی طرف منسوب کیا ہے جو ان کے گھر والوں کی کتاب نہیں ہے۔ گو ہمیں صاف صاف محسوس ہو رہا ہے کہ کسی گھر والے کی کتاب ہی سے یہ عبارت نقل کی گئی ہے۔ کیونکہ جمعیت بھر میں شاید ہی کوئی بچا ہو جس نے اس موقع پر اس عبارت کو نہ لکھا ہو۔ مولوی تھانوی صاحب کے فتاویٰ میں بھی یہ

عبارت موجود ہے۔ لیکن ہمیں تو یہ دیکھنا ہے کہ جب فتویٰ نویس کو ایسی عبارت مل گئی، جس میں ان کے فتوے کے حرف حرف کی تائید ہے تو آخر اس کی ہمت کیوں نہ کی کہ اس کا ترجمہ بھی کر دیتے اور دکھا دیتے کہ ان کے سوال ان کے گھر کے باہر والوں میں سے ایک ہی عدد آواز سہی، مگر ہے تو، کہ محفل میلاد شرعاً درست نہیں، بلکہ خلاف شریعت و بدعت ہے۔ اس کو ترک کرنا ضروری ہے۔ کھڑے ہو کر سلام پڑھنا بالکل ناجائز ہے۔ جو لوگ اہتمام سے کھڑے ہو کر سلام پیش کرتے تھے، غلط کرتے تھے۔ یہ طریقہ صحیح نہیں ہے۔ جو کھڑے ہو کر سلام پیش کرتے ہیں، ان کا عقیدہ ہی غلط ہے۔ وہ یا تو ترجیح بلا مرجح کے مجرم ہیں یا رسول پاک کیلئے وہ چیز مانتے ہیں جو خدا نے تعالیٰ کی شان ہے۔

اگر عبارت منقولہ میں یہی سب کچھ ہے، تو متعلم کو ترجمہ کرنے سے کون روک سکتا تھا، جبکہ کانپور کے اردو دانوں ہی کو انھیں اپنا فتویٰ پلانا تھا۔ اور اگر عبارت میں ان کی تائید نہیں ہے، اور ہرگز نہیں ہے، تو کیا متعلم کو اس کا بھی ڈر لگا کہ کانپور میں علماء بھی رہتے ہیں۔ اگر مستفتی نے ان سے جا کر ترجمہ کرایا اور اس میں متعلم والے شرک و بدعت کے الزام کو نہ پایا تو سارے فتویٰ کو تھوک کر چاک کر دے گا۔ اس موقع پر اگر تصحیح نقل کا مطالبہ کیا جائے تو امید نہیں کہ متعلم صاحب منہ بھی دکھا سکیں گے۔ وہ ایسی جمیعہ کے نمائندہ ہیں جس کا یہ شاہکار ہو چکا ہے کہ خود ایک فتویٰ۔۔۔۔۔۔ خلاف حق مرتب کیا۔ اور ایک سنی عالم کی طرف منسوب کر دیا۔ اسی عالم دین کی طرف ایک کتاب منسوب کر دی۔ جس میں وہ فتویٰ بتایا، صفحہ ستر سب لکھا۔ حد ہو گئی کہ مطبع بھی گڑھ لیا، کہ فلاں پر یس میں کتاب چھپی ہے۔ حالانکہ دنیا جہان میں نہ اس نام کا کوئی مطبع ہے، نہ اس نام کی کوئی کتاب اور جرم کو پکارا جمعیت کی اس غلطی نے کہ جو مہربانی اور اس میں جو سنہ لکھا وہ اس عالم دین کے چار سال وفات فرما جانے کے بعد کی مہر نگی۔ ایسی بیباک جمعیت کے نمائندے سے تصحیح نقل کا مطالبہ کس قدر اشد ضروری ہے مگر ہمیں تنگ کرنا منظور نہیں ہے۔

عبارت کی ساری تحریف و تبدیل سے قطع نظر کر کے بھی اس کا ٹی چھانٹی ہوئی عبارت میں متعلم کیلئے کچھ بھی نہیں ہے۔ اس عبارت میں تو یہ ہے کہ امت اسلامیہ کی اکثریت محفل میلاد شریف کرتی ہے، وقت ذکر و ملاوت باسعادت سب لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ طریقہ عہد پاک نبوی ﷺ سے نہیں چلا آرہا ہے۔ لیکن صدیوں سے اب سنیل المومنین ہو گیا ہے۔ جو لوگ یہ

اس میں خرابی کیا ہے؟ معلوم کہتے ہیں کہ توبہ کرو توبہ۔ ارے یہ بڑے غضب کی بات ہوگی کہ کہیں جائیں کہیں نہ جائیں۔ اس جرم کو تغیرِ راستِ اسلام میں ترجیح بلا مرجح کہتے ہیں۔ یہی توبہ و عتد و شرک ہے۔ اے سبحان اللہ! کیا زور ہے۔ کیسا برہانِ قطعی ہے۔ اب اگر کوئی کہیں جائے اور کہیں نہ جائے، وہ بڑا مجرم ہے اور جو کہہ دے کہ فلاں کہیں جاتا ہے، کہیں نہیں جاتا وہ تو قابلِ گردن زدنی ہے۔

اب یہ نہ کہو کہ آفتاب ایک وقت میں کہیں نکلتا ہے کہیں نہیں نکلتا۔ بارش کہیں ہوتی ہے کہیں نہیں ہوتی۔ اللہ کا عذاب کہیں اترتا کہیں نہیں اترتا۔ انبیاء علیہم السلام کسی ملک میں آئے اور کسی سرزمین میں نہیں آئے۔ قرآن کی آیات کا نزول حجاز مقدس میں ہوا اور کہیں نہیں ہوا۔ دیوبندی عقیدہ کے لوگ کہیں ہیں اور کہیں نہیں ہیں۔۔۔۔۔ غرض۔۔۔۔۔ کسی کو کہا کہ کہیں ہے اور کہیں نہیں ہے تو معلوم صاحب لٹھ لے کے دوڑینگے کہ مجرمانِ ترجیح بلا مرجح تم لوگ ہماری شریعت کے مجرم ہو۔ اب ہم تم کو اور تمہارے اس جواب کو برداشت نہیں کر سکتے۔

یہ ہے دیوبندی سانچے کی دلیل کہ جس کو بار بار سوچئے اور جی بھر کر ہنسا کیجئے۔ انہیں یہ بھی نظر نہیں آتا کہ اگر وہ مسلمانوں، اپنے عاشقوں، اپنے غلاموں، اپنے اوپر آسرا رکھنے والوں کے یہاں تشریف لے جاتے ہیں۔ اور گندوں، دین کے دشمنوں، عظمتِ رسول سے جلنے والوں اور مساواتِ برادری کا خواب دیکھنے والوں اور شفاعتِ رسولِ پاک کے خلاف بحث نکالنے والوں کو، اپنے قدم ناز سے مشرف نہیں فرماتے، تو اس میں مسلمانوں کا اسلام، ان کا عشق، ان کی غلامی، ان کی امیدواری، تو بہت روشن مرجح موجود ہے۔ اس کو ترجیح بلا مرجح کون کہہ سکتا ہے۔

ترجیح بلا مرجح کی اگر ناپاک مثال ہو سکتی ہے تو یہ کہ شیطان کیلئے علم غیب ماننے کو، توحید اور رسولِ پاک کے مطلع علی الغیب ہونے کو شرک کہا جائے۔ ہر زید، عمرو، بلکہ ہر صبی و بچون، بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو غیب داں مانا جائے۔ اور جب رسولِ پاک کے علم غیبِ عطائی کو کہا جائے تو ’کل‘ اور ’بعض‘ پر بھی چوٹ لگائی جائے۔ یہ تو ہے دیوبندی ساخت کی کفری ترجیح بلا مرجح اور اسی قبیل سے ہے میلاد شریف کی مخالفت۔ اور چینی کی عقیدہ مندانشہ شرکت، عرس پر غصہ، اور مرتی میں صدف اول کا حصہ، خاک شفا سے انکار اور راکھی پر جان و ایمان شمار۔ اللہ و رسول جل جلالہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم سے ملانے والا اجتماع، حرام و بدعت اور کونسل پہنچانے والا ہر مجمع توحید و سنت۔ یہ بہت بیجا بات ہے کہ اگر معلم کی ساری جمیۃ کو ایک سیکنڈ کیلئے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کیلئے کوئی وجہ ترجیح میسر نہ ہو وہ مسلمانوں میں بھی کوئی وجہ ترجیح تسلیم نہ کریں۔ کاش انھیں خبر ہوتی کہ اسلام وہ وجہ ترجیح ہے جو اس قدم پاک کی رحمتوں سے دنیا میں بھی مالا مال کرتا ہے، اور قبر میں بھی، اور حشر میں بھی، حسن مال عطا فرماتا ہے۔

فَاٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ؕ

وَتَعَزَّوْا وَتُوقِرُوْهُ ط وَتَسْبِّحُوْهُ بِكُورَةٍ وَّاصِيْلًا ط

وَمَا عَلَيْنَا الْاِلْبَاسَ

قول معلم:

اگر سب کی جگہ جائیں تو وجود واحد ہے، ہزاروں جگہ کسی طرح جاسکتے ہیں۔
یہ تو خدائے تعالیٰ کی شان ہے۔

تنبیہ:

یہ معلم کے سکھائے ہوئے جواب کی دوسری شق کا جواب الجواب، یعنی اے مستفتی تمہیں اس بات کے کہنے کی اجازت ہے کہ سب جگہ تشریف لے جاتے ہیں۔ مگر سنو کہ ادھر تمہارے منہ سے یہ جواب نکلا اور ہم نے تم پر چار شیٹ لگائی کہ وجود واحد ہے۔ ہزاروں جگہ کس طرح جاسکتے ہیں۔ کسی نے کہا کہ دیوبند میں سورج نکلا تو وہ یہ ہرگز نہ کہے کہ دہلی، بہار، پور، تھانہ بھون، نانوتہ، انپٹھ وغیرہ ہر جگہ سورج نکلا ہے۔ کیونکہ وجود واحد ہے۔ ہزاروں جگہ کس طرح نکل سکتا ہے۔ کوئی بولا اور تیرہ چودہ کی درمیانی شب کو ۱۲ بجے رات کو بولا، کہ وہ چاند نکلا ہے۔ تو بس جہاں کہا ہے وہیں تک ہے۔ اور اگر دوسرے شہروں و قصبوں و گاؤں کا نام لیا کہ ہر جگہ نکلا ہے تو فتویٰ نویس و ہر کائیں گے۔۔۔ خاموش! تو بہ کرو۔۔۔ چاند وجود واحد ہے، متعدد جگہ کس طرح نکل سکتا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ معلم کی جمیۃ بھرنے یہ طے کر لیا ہے کہ مسائل دین میں جب

بولیں گے تو بالکل غیر ذمہ دارانہ بڑبڑائیں گے اور اس کا بھی خیال نہ کریں گے کہ آخر سننے والے ایسی باتوں پر کب تک ہنستے رہیں۔ اب متعلم کی اصلی آواز پر کان لگائیے جس پر دیوبندیت کی ساری تعمیر ہے کہ اگر وجود واحد کا ہزاروں جگہ جانا تسلیم کر لیا جائے تو آخر گناہ کیا ہوا۔ اس کا جواب وہ دیتے ہیں کہ یہ خدائے تعالیٰ کی شان ہے۔ گو اس جملہ میں کلمہ حصر نہیں ہے مگر چونکہ غیر خدا سے سلب کلی کرتے ہوئے یہ فقرہ لکھا ہے تو اس کا مطلب اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ ہزاروں جگہ جاسکتا خدائے تعالیٰ ہی کی شان ہے۔ اللہ اللہ! یہ اعجاز مقام مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء۔ بیشمار دیکھنے میں آیا کہ جس نے اس رفعت شان پر معاندانہ نظر ڈالی اس کی آنکھ ایسی پھوٹی کہ بارگاہ کبریٰ پر حملہ آور ہو گیا۔

بھلا کسی مسلمان سے پوچھو کہ آسمان کے پھٹ پڑنے اور زمین کے شق ہو جانے کی بات ہے کہ اللہ جبارک و تعالیٰ کیلئے لفظ ہزاروں جگہ اور پھر آنا جانا ہی نہیں بلکہ جاسکتا، یعنی ہو سکتا ہے کہ جائے۔ یہ وہ بولی ہے کہ جس کو سن کر مسلمان کے رو ٹکٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اسلامی نظریہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جگہ سے پاک ہے، چلنا، پھرنا، آنا جانا، اس کی شان کے شایان نہیں۔ اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ کا خالق ہے۔ جب کوئی جگہ نہ تھی جب بھی اللہ تعالیٰ تھا۔ چلنا، پھرنا، آنا جانا، جسم و جسمانیات کی صفتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ جسم جسمانیات سے وراء الوریٰ ہے۔ ظاہر ہے کہ جو آنحضرت ﷺ کیلئے کہتا ہے کہ میلاد شریف کہیں ہو وہ ہر جگہ تشریف لے جاتے ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے سے اس جگہ پر نہ تھے۔ میلاد شریف ہونے کی وجہ سے وہاں تشریف لے گئے اور یہ تشریف لے جانا اپنے جسم منور کے ساتھ ہوتا ہے اور پھر میلاد شریف کی محفل ہو جانے پر واپس تشریف لے جاتے ہیں۔ اس پر متعلم اگر کہتے کہ شے واحد کیلئے احیاء متعددہ یونانیوں نے محال بتایا ہے۔ تو ہم سمجھتے ہیں کہ فتویٰ نویس کے دماغ پر ملاحظہ و فلاسفہ چھا گئے ہیں اور یہ ملحدانہ تفلسف کا نتیجہ ہے کہ اسلامی مسئلہ سمجھ میں نہیں آتا۔ مگر وہ تو اور آگے بڑھ گئے کہ جس کی جرأت کسی ملحد میں بھی پیدا نہ ہو سکی اور یہ کہ دیا کہ ٹھیک اسی طرح ہزاروں جگہ نہیں ہونا اور پھر وہاں چلا جانا اور اور پھر واپس آ جانا اور یہ آمد و رفت جسم کے ساتھ ہونا، یہ تو خدائے تعالیٰ کی شان ہے۔

--- تَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يَقُولُ الظَّالِمُونَ عَلَوْا كَبِيرًا ---

--- اس کو اس کا صحیح جواب تو صرف اتنا ہے کہ ---

تیر بر جاہ انبیاء انداز طعن در حضرت الہی کن
 بے ادب باش ہر چہ خواہی گو بے خیاباش ہر چہ خواہی کن
 الالحدیۃ اللہ علی من یوذی اللہ ورسولہ من کلماتہ الالحدیۃ اللہ علی من ماتہ اللہ حق قدرہ و عظمتہ
 ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

۔۔۔۔۔ یہ گفتگو تو اُس کی تھی کہ متعلم نے اللہ تعالیٰ کی وہ شان بتائی جس سے اس کی بلند و بالا درگاہ
 بہت بالا ہے۔ وہ ہر جگہ کا علیم و بصیر ہے۔ ازل الازل سے ابد الابد تک، سب اس کے احاطے
 میں ہے۔۔۔۔۔ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِیمٌ۔

اے برتر از قیاس خیال و گمان دوہم
 و ز ہر چہ گفتہ ایم اند شنیدیم و خواندہ ایم

اب دیکھئے کہ میلاد شریف والے آقا کی مار اس کو کہتے ہیں کہ متعلم نے ایک محفل میلاد
 شریف کی ضد میں کس کس اسلامی عقیدہ سے کھلا ہوا انکار کر دیا ہے۔ اسلامی عقیدہ ہے کہ حضرت
 عزرائیل ایک فرشتہ ہیں اور ان کو ملک الموت بھی کہا جاتا ہے اور ان کے ذمہ قبض ارواح کی
 خدمت ہے۔ مشرق میں، مغرب میں، جنوب میں، شمال میں، جس کو موت کا وقت آ جاتا ہے، تو گو
 مرنے والے ایک وقت میں لاکھوں جگہ پر ہوں اور گو مرنے والوں میں باہم کروڑوں میل کی
 مسافت ہو، حضرت عزرائیل ایک آن واحد میں ہر جگہ پہنچتے اور سب کی روح قبض کرتے ہیں۔

اس عقیدہ کے خلاف متعلم کی عبارت یہ ہے کہ حضرت عزرائیل کا وجود واحد ہے،
 ہزاروں جگہ کس طرح جاسکتے ہیں۔ یہ تو خدائے تعالیٰ کی شان ہے۔ اب دوسرا اسلامی عقیدہ سنئے
 کہ قبر میں جب میت دفن ہو جاتی ہے تو دو فرشتے ہیں، ایک کا نام منکر اور دوسرے کا نام نکیر ہے۔
 اور ان کو نکیرین بھی کہتے ہیں۔ وہ دونوں میت کے دفن ہو جانے اور لوگوں کے رخصت ہو جانے
 کے بعد قبر میں آتے ہیں۔ اور مردے سے تین سوال کرتے ہیں۔ گو مرنے والے ایک وقت میں
 ہزاروں جگہ ہوں اور گو ہر ایک کی قبر میں لاکھوں میل کا فاصلہ ہو، وہ ہر جگہ آن واحد میں پہنچتے اور
 سوالات کرتے ہیں۔ اس عقیدہ کے خلاف متعلم کی بولی یہ ہے کہ نکیرین میں سے ہر ایک کا وجود تو

اور نالان کی شان کے خلاف ہماری صف آرائی ہے۔ ہمارے دینی حملے کا نشانہ ہمیشہ عظمت الیوان رسول پاک رہا ہے۔ دیوبندیت اسی کے مرادف ہے۔ شیطان کی بحث میں وجود واحد کے ہزاروں جگہ جاسکتے سے خدائے تعالیٰ کی شان نہ رہ جائے، تو ہمیں منظور ہے۔ یا شیطان میں خاصہ باری تعالیٰ پالیا جائے تو بھی ہم خوش ہیں۔ لیکن اس کو کیسے برداشت کیا جاسکتا ہے کہ ہم جس رسول کی ضد پر حلف و فاداری اٹھا چکے ہیں، ان کیلئے کہا جائے کہ باوجود وجود واحد ہونے کے ہزاروں جگہ تشریف لے جاتے ہیں اور ہم سن کر چپ رہیں۔ یہاں ہم ضرور کہیں گے کہ یہ تو خدائے تعالیٰ کی شان ہے۔ معلم صاحب نوٹ کر لیں کہ ان کے اس کبردار و گفتار کا صحیح جواب مسلمانوں کے پاس یہ ہے کہ:

أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَىٰ أَعْدَاءِ رَسُولِ اللَّهِ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
كَذَٰلِكَ الْعَذَابُ وَالْعَذَابُ الْآخِرَةُ أَكْبَرُ لَوْ كُنَّا نُوَدِّعُكُمْ
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ
کھل گیا سب پہ ترا بھید غضب تو نے کیا
کیوں تیرے منہ کا کھلا چھید غضب تو نے کیا

مسلمانوں کا تو اپنے رسول پاک کے بارے میں یہ بھی عقیدہ ہے کہ خواب میں جو زیارت سے مشرف ہوتا ہے، وہ واقعی رسول پاک کے دیداری سے مشرف ہوتا ہے۔ شیطان کی سکت سے باہر ہے کہ وہ حضور کی مثال بن سکے۔ اور ایک وقت میں ہزاروں زیارت سے مشرف ہوتے رہتے ہیں۔ اور حضور ہی ہر جگہ ہوتے ہیں۔

وَلَوْ كَرِهَ الَّذِينَ يَنْبُدُونَ وَكَرِهَ الْكَافِرُونَ وَلَوْ كَرِهَ الظَّالِمُونَ۔

قول معلم:

الخ۔۔۔ فتاویٰ امدادیہ۔ (صفحہ ۵۶، جلد ۳)

تنبیہ:

اے سبحان اللہ! فتویٰ نویس کا یہ زور بیان اور ساری دلیل و برہان کے الفاظ تک ان کے

نہیں ہیں۔ انھوں نے صرف نقل کرویا ہے اور نقل قرآن شریف سے نہیں کیا، حدیث کی کتابوں سے نہیں کیا، فقہ کی کتابوں سے نہیں کیا، گزشتہ تیرہ صدی کے اندر کے کسی مصنف کی تصنیف سے نہیں کیا، کیونکہ قرآن و حدیث و فقہ میں تو اس ساری تحریر کے ایک حرف کی تائید بھی نہیں ہے۔ بلکہ نقل بھی کیا تو چودہویں صدی کی ایک کتاب سے، جن کو عرب و عجم میں علامات قیامت قرار دیا گیا ہے۔ ان کی کتاب کا نام ہے، 'فتاویٰ امدادیہ'، اس نام میں بھی فریب کاری ہے کہ عوام سمجھ لیں کہ شاید حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی کے فتاویٰ ہیں۔ حالانکہ یہ اس نے لکھا ہے جو حضرت حاجی صاحب کے پیر شریعت ہونے کا علی الاعلان انکار کر چکا، جو کانپور میں جب تک رہے برابر میلاد شریف پڑھتے رہے، سلام و قیام کرتے رہے اور جب کانپور سے نکلے یا نکالے گئے تو سارا غصہ کانپور والوں کی محفل میلاد شریف پر اتارا۔ لیکن یہ تو بڑی فریب کاری ہے کہ کانپور کے مسلمانوں کے خلاف وہ کتاب استعمال کی جائے، جو ان کی دینداری کی دشمنی میں مرتب ہوئی ہے۔ کیا ردز روشن سے زیادہ یہ بات روشن نہیں ہوئی کہ متعلم کا استدلال اپنے گرو گھنٹال کے مقال سے اس ناداری و بے ماگئی کی نشانی ہے جو قرآن و حدیث و فقہ میں اپنی تائید نہ پانے کی کھلی دلیل ہے۔

قول متعلم:

ونظير ذلك فعل كثير ذكر مولده صلى الله عليه وسلم و
وضع امة له من القيام وهو الينا بدعة لم يرد فيه شيء على
ان الناس انما يفعلون ذلك تعظيماً له صلى الله عليه وسلم۔
فالعوام معذرون لذلك بخلاف المخوَص۔ (فتاویٰ حدیث، صفحہ ۶۰)

تنبیہ:

سارے فتوے میں یہ پہلی عربی عبارت ہے، جس کو متعلم نے براہ راست ایسی کتاب کی طرف منسوب کیا ہے جو ان کے گھر والوں کی کتاب نہیں ہے۔ گو ہمیں صاف صاف محسوس ہو رہا ہے کہ کسی گھر والے کی کتاب ہی سے یہ عبارت نقل کی گئی ہے۔ کیونکہ جمیعہ بھر میں شاید ہی کوئی بچا ہو جس نے اس موقع پر اس عبارت کو نہ لکھا ہو۔ مولوی تھانوی صاحب کے فتاویٰ میں بھی یہ

عبارت موجود ہے۔ لیکن ہمیں تو یہ دیکھنا ہے کہ جب فتویٰ نویس کو ایسی عبارت مل گئی، جس میں ان کے فتوے کے حرف حرف کی تائید ہے تو آخر اس کی ہمت کیوں نہ کی کہ اس کا ترجمہ بھی کر دیتے اور دکھا دیتے کہ ان کے سوال ان کے گھر کے باہر والوں میں سے ایک ہی عدد آواز بھی، مگر ہے تو، کہ محفلِ میلاد شرعاً درست نہیں، بلکہ خلافِ شریعت و بدعت ہے۔ اس کو ترک کرنا ضروری ہے۔ کھڑے ہو کر سلام پڑھنا بالکل ناجائز ہے۔ جو لوگ اہتمام سے کھڑے ہو کر سلام پیش کرتے تھے، غلط کرتے تھے۔ یہ طریقہ صحیح نہیں ہے۔ جو کھڑے ہو کر سلام پیش کرتے ہیں، ان کا عقیدہ ہی غلط ہے۔ وہ یا تو ترجیح بلا مرجح کے مجرم ہیں یا رسولِ پاک کیلئے وہ چیز مانتے ہیں جو خدائے تعالیٰ کی شان ہے۔

اگر عبارت منقولہ میں یہی سب کچھ ہے، تو متعلم کو ترجمہ کرنے سے کون روک سکتا تھا، جبکہ کانپور کے اردو دانوں ہی کو انھیں اپنا فتویٰ پلانا تھا۔ اور اگر عبارت میں ان کی تائید نہیں ہے، اور ہرگز نہیں ہے، تو کیا متعلم کو اس کا بھی ڈر لگا کہ کانپور میں علماء بھی رہتے ہیں۔ اگر مستفتی نے ان سے جا کر ترجمہ کرایا اور اس میں متعلم والے شرک و بدعت کے الزام کو نہ پایا تو سارے فتویٰ کو تھوک کر چاک کر دے گا۔ اس موقع پر اگر تصحیح نقل کا مطالبہ کیا جائے تو امید نہیں کہ متعلم صاحبِ منہ بھی دکھا سکیں گے۔ وہ ایسی جمعیت کے نمائندہ ہیں جس کا یہ شاہکار ہو چکا ہے کہ خود ایک فتویٰ۔۔۔۔۔ خلافِ حق مرتب کیا۔ اور ایک سنی عالم کی طرف منسوب کر دیا۔ اسی عالم دین کی طرف ایک کتاب منسوب کر دی۔ جس میں وہ فتویٰ بتایا، صفحہ ستر سب لکھا۔ حد ہو گئی کہ مطبع بھی گڑھ لیا، کہ فلاں پر ایس میں کتاب چھپی ہے۔ حالانکہ دنیا جہان میں نہ اس نام کا کوئی مطبع ہے، نہ اس نام کی کوئی کتاب اور جرم کو پکارا جمعیت کی اس غلطی نے کہ جو مہربانی اور اس میں جو سہ لکھا وہ اس عالم دین کے چار سال وفات فرما جانے کے بعد کی مہرِ نکلی۔ ایسی بیباک جمعیت کے نمائندے سے تصحیح نقل کا مطالبہ کس قدر اشد ضروری ہے مگر ہمیں تنگ کرنا منظور نہیں ہے۔

عبارت کی ساری تحریف و تبدیل سے قطع نظر کر کے بھی اس کا ٹی چھاننی ہوئی عبارت میں متعلم کیلئے کچھ بھی نہیں ہے۔ اس عبارت میں تو یہ ہے کہ امتِ اسلامیہ کی اکثریت محفلِ میلاد شریف کرتی ہے، وقت ذکرِ ولادت باسعادت سب لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ طریقہ عہدِ پاکِ نبوی ﷺ سے نہیں چلا آ رہا ہے۔ لیکن صدیوں سے اب سبیل المؤمنین ہو گیا ہے۔ جو لوگ یہ

سب کرتے ہیں وہ تعظیم نبوی ﷺ کے پیش نظر کرتے ہیں۔ اور وہ سب عشاق معذور ہیں ان پر کوئی الزام شرعی نہیں ہے۔ کوئی بتا سکتا ہے کہ عبارت بالا میں یہ مضامین نہیں ہیں اور اگر ہیں اور ضرور ہیں تو اس میں متعلم کی کون سی بات ہے۔ اس میں تو سارے فتویٰ کا ردِ مبلغ ہے۔

بات یہ ہے کہ ساری عبارت میں ایک لفظ ہے جس کیلئے 'ابن حجر' منفرد ہیں اور جمہور کے خلاف بول گئے ہیں کہ عوام کے خلاف کوئی فتویٰ نہیں صرف خواص کو نہ چاہئے۔ بس 'خواص' کو نہ چاہئے، دیکھ کر عام دیوبندی اس عبارت کو نقل کر دیتے ہیں گواہیں خود بھی یقین ہے کہ عوام و خواص کا امتیاز اس بارے میں یہ کرۂ زمین میں ایسی تھا آواز ہے کہ نہ پہلے کسی سے سنی گئی، نہ بعد میں کوئی آواز ہم آہنگ ہو سکی۔۔۔۔۔ نیز۔۔۔۔۔ تعظیم نبوی کی پاک و مقدس نیت رکھنے والوں کو عوام اور ان کے مقابلہ پر جو ہوں ان کو خواص کہنا کہاں کی تقسیم ہے۔ پھر جس نے استفتاء کیا وہ میلاد شریف قیام و سلام والوں، یعنی عوام کی نمائندگی کر رہا تھا، تو فتویٰ وہی ہونا چاہئے جو اس عبارت میں عوام کے حق میں ہے۔ متعلم نے تو بلا امتیاز خواص و عوام کو مجرم بنادیا۔ پھر متعلم نے تو بدعت و شرک کا جرم قائم کیا ہے اور بدعت سے 'خلاف شریعت' مراد لیا ہے اور مخالفت شریعت و شرک تو نہ عوام کیلئے جائز ہے، نہ خواص کیلئے۔ یہ عبارت منقولہ میں عوام کا عذر کیوں مقبول ٹھہرایا گیا ہے، اس سلسلہ میں سوالات تو اور بھی ہو سکتے ہیں۔ لیکن اصل بات تو اسی پر ختم ہوگئی کہ جن کے بارے میں عبارت منقولہ میں جمہور کے خلاف کہا گیا ہے ان کے متعلق استفتاء میں کوئی سوال نہیں اور جن کے بارے میں سوال ہے، ان کے خلاف عبارت منقولہ میں کوئی خلاف حکم نہیں۔ بلکہ متعلم کے پورے فتوے کا ردِ مبلغ ہے۔

----- واللہ الحجة السامیہ -----

قول متعلم:

بہر حال قیام بدعت ہے۔ جو لوگ اہتمام سے کرتے تھے غلط کرتے تھے۔

قیام ترک کرنا چاہئے۔

تنبیہ:

یہ ہیں متعلم کے آخری الفاظ فتویٰ۔۔۔ یہی ہیں جو ابھی ابھی میلاد شریف کے خلاف بڑھتے بڑھتے اس کو شرک بنا چکے تھے۔ مگر اب صرف بدعت کہتے ہیں اور اسی قسم کی بدعت جس کو کرنے والے صرف اس کے مجرم ہیں کہ غلط کرتے ہیں اور غلطی بھی بس اسی درجہ کی ہے کہ ترک کرنا 'ضروری' نہیں ہے بلکہ 'مناسب' ہے۔ حالانکہ اسی فتویٰ میں 'ضروری' پہلے کہہ چکے تھے۔ اور پہلے تو میلاد شریف میں قیام کی مخالفت کی گئی تھی، چلتے چلاتے مطلقاً قیام کو کہتے ہیں کہ 'قیام کو ترک کرنا چاہئے'۔

اب شاید نماز بھی بلا قیام پڑھیں گے۔ اور بازاروں میں چکر بھی بلا قیام لگائیں گے۔ لیکن یہ بھول گئے کہ جتنی مرقی وغیرہ میں قیام کرنا ہی پڑے گا۔ جب فتویٰ نویس کی روح آخری فتویٰ میں اتنی دبی لچی ہے، تو سمجھ لینا چاہئے کہ سارے زور کا خاتمہ بڑی کمزوری پر ہو چکا اور ہم نے ایک ایک لفظ کی سیر کراتے ہوئے ثابت کر دیا کہ فتویٰ سر تا پا غلط اور بے بنیاد اور ہٹ دھرمی ہے۔

قول متعلم:

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

تنبیہ:

سچ یہ ہے کہ فتویٰ نویس کا فتویٰ بالکل باطل اور طغویٰ ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اعلم بالحق والصواب۔

قول متعلم:

حررہ ابن العما د سید علی احمد بمبوی

تنبیہ:

حررہ وہاں بھی کہہ سکتے ہیں کہ کوئی اور بولتا ہے اور حررہ کا فاعل صرف لکھتا جائے۔ اس کا نام بھی بتانا چاہئے تھا اور خانہء دل دیت میں 'عمود' بصیغہء واحد نہیں، بلکہ 'عماد' بصیغہء جمع کے

ذمہ دار خود محرر صاحب ہیں۔ اور بجائے السبوی کے موصوف معرفہ اور صفت نکرہ لانا خالص طالب علمانہ حرکت ہے۔

قول متعلم:

متعلم دارالافتاء دیوبند

تنبیہ:

متعلم یعنی طالب علم بھی۔۔۔ اور دارالافتاء میں کام بھی کیا۔ وہاں کا دارالافتاء طالب علموں کو دیدیا گیا ہے اور اگر ایسا ہے تو عام طور پر اسٹوڈنٹ لائف والوں کو شیطان دد یو کہا جاتا ہے۔ پھر تو یہ پسیلی بو جھنے کی ہو گئی کہ دارالافتاء میں دیوبند ہے یا دیوبند میں دارالافتاء ہے۔ بہر حال دیوبند جس طرح بھی ہو مسلمانوں پر بحودہ تعالیٰ اس کا کوئی اثر نہیں۔

قول صدر مفتی:

الجواب صحیح

تنبیہ:

یہ متعلم کے صحیح کے الفاظ ہیں۔ اگر واقعی صحیح بولی بولتے تو لکھتے کہ: الجواب لیس بصحیح و نجیح فضیح۔۔۔

قول صدر مفتی:

سید مہدی حسن غفرلہ

تنبیہ:

یہ ہیں الجواب صحیح والے، اب اپنے نام کے ساتھ سید لکھنا شروع کر دیا ہے۔

قول صدر مفتی:

صدر مفتی دارالعلوم دیوبند

گرمیں صدر و ہمیں افتا است۔۔۔ شانِ افتا تمام خواہد شد

بجواز تعالیٰ، بطور بالا میں استفتاء اور فتویٰ اور اس کی تصحیح، سب کے حرف حرف، نقطہ نقطہ کی سیر ہوگئی اور دیوبندیہ کی تصویر اس حد تک برہنہ ہوگئی کہ اب کوئی مسلمان اس کو گوارہ نہیں کر سکتا کہ امر دین میں ان کی طرف رجوع کرے۔ اور یہ راز بھی کافی کھل گیا کہ جن خصوصی کلمات و عقائد پر دیوبندی جمعیۃ کی بنیاد رکھی گئی ہے، ان میں اللہ کے حبیب سرور عالم حضور پر نور محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت و شان و رفعت مکان سے عناد ہی عناد ہے۔ اور کہ یہ بیحد بھی نمایاں ہو گیا کہ اس جمعیۃ کا جمہوریت اسلامیہ سے ہٹنا اور من دون المؤمنین سے پلٹنا اس کی وجہ وجہ کیا ہے اور یہ تو بالکل صاف ہو گیا کہ میلاد شریف و سلام و قیام کے بارے میں مخالفین کے مرکزی دفتر میں بھی بکواس کے سوا کچھ نہیں اور میلاد شریف اس میں سلام و قیام کا کارثواب ہونا اور معمولات مشائخ و علماء سے ہونا اس قدر روشن بات ہے کہ اس پر کوئی پردہ نہیں ڈالا جاسکتا اور اب قطعی ایک حرف کے اضافہ کی حاجت نہیں ہے جو مسئلہ پر مزید روشنی ڈالے۔

لیکن بطورِ تہمتہ مختصر طور پر صرف یہ بتا دوں کہ مسئلہ میلاد شریف میں قرآن کریم پھر حدیث شریف میں کیا ہے اور جن اکابر علمائے کرام نے وہابیوں دیوبندیوں کا رد فرمایا اور جن اساطینِ دین نے محفل میلاد شریف کے استھان پر فتوے دیئے اور جن بزرگانِ ملت نے میلاد شریف کی کتابیں لکھیں اور جو اس محفلِ پاک کو منعقد کرتے اور شریک ہوتے تھے، ان کے مشتبہ نمونہ چند اسماء مبارکہ درج کر کے ظاہر کر دوں کہ ان کے مقابلے میں بیہوی ہوں یا راندیری، کسی دیوبندی کی کوئی بات بالکل سننے کے بھی قابل نہیں ہے۔



تتمہ

-----نمبر دارملاحظہ ہو-----

۱۔۔۔۔۔ اللہ رب العزت جل جلالہ و تم نوالا نے فرمایا:

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ

مَاعَاتِيكُمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝

----- یہاں یہ نہیں کہ 'بھیجا ہم نے رسول کو' اور نہ یہ ہے کہ 'معبوث فرمایا ہم نے رسول کو'۔ بلکہ یہاں تو یہ ہے کہ بے شک یقیناً تشریف لائے تم میں رسول، یعنی یہاں آمد ہی کا بیان ہے۔ اسی آمد آمد کے بیان کو میلاد شریف کہتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ 'تم میں آئے' اور حق فرمایا اور ہم کہتے ہیں کہ ہم میں آئے' اور سچ کہتے ہیں۔ بس اسی 'تم' اور 'ہم' کا فرق ہے۔ باقی بالکل ایک ہی مضمون آمد آمد ہے اور فضائل نبویہ کا بیان ہے۔ وہ اللہ کے نزدیک کتنے عزیز ہیں، وہ امت پر کیسے رحیم ہیں، قرآن کریم بھی بیان فرماتا ہے اور ہم بھی اسی کو بیان کرتے ہیں۔ اس آمد آمد کے بیان میں ضمیر 'کم' مخاطبین کے ایک مجمع کی طرف راجع ہے۔ ہم بھی اس بیان خاص میں مجمع کو مخاطب کرتے ہیں۔

۲۔۔۔۔۔ حضور سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین ﷺ نے مجمع صحابہ کرام میں فرمایا:

ساخبرکم عن أوّل امری دعوة ابراهیم وبشارة

عیسیٰ ورویا امی الّتی رأت حین وضعتنی قد خرج

لہا نور اضاء لہا منہ قصور الشام۔

'اب میں تم لوگوں کو بتاتا ہوں اپنی پیدائش کا حال۔ میں دعائے ابراہیم ہوں اور عیسیٰ کی خوشخبری ہوں اور اپنی ماں کا مشاہدہ ہوں۔ جب میں پیدا ہوا تو ایک نور چمکا جس کی روشنی میں میری ماں نے شام کی غارتیں دیکھ لیں۔'

کذا فی الشکوۃ قال القسطلانی فی المواہب للذنبہ

ان الحديث رواه احمد والبيهقي والحاكم وقال
هذا الحديث صحيح الاسناد وقال الزرقاني في
شرح المواهب رواه بن حبان في صحيحه۔

۔۔۔ انہیں مضامین کے بیان کو محفل میلاد شریف کہا جاتا ہے۔ حدیث شریف میں بھی خطاب
ضمیر 'کم' سے ایک مجمع کو فرمایا گیا ہے۔ اور خاص پیدائش کے وقت کے احوال کا بھی تذکرہ ہے اور
انبیاء سابقین کی بشارتوں کا بھی بیان ہے۔

۳۔۔۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین باہم مضامین محفل میلاد شریف
کو ذوق شوق سے بیان فرماتے اور تابعین عظام دریافت کرتے اور سننا چاہتے تو انہیں سناتے۔
اور یہی طریقہ تابعین سے تبع تابعین تک رہا پھر ان کے تابعین اور آئمہ مجتہدین اور حضرات محدثین
کا بھی دستور رہا۔

بحقہ زمانہ عہد پاک نبوی ﷺ سے قریب ہونے کی بدولت عقیدت و جذبات کے
وفور کا تھا اور قال اللہ بن کردل تھرا جاتے تھے اور قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سن کردل
اچھل پڑتا تھا، اسی قدر محفل میلاد شریف میں سادگی تھی اور ایمانی جذبات اور سچے خلوص کی
آرائشیں کافی پر بہار ہوتی تھیں۔ لیکن بحقہ زمانہ خشیت ربانیہ اور ذوق و شوق اور محبت و عظمت
رسول پاک کے بارے میں کمزور ہوتا گیا، اسی قدر محفل پاک کی نمود بڑھنے لگی تاکہ وہ جذبات
ایمانیہ کی بوکا سبب ہو۔

۴۔۔۔ یہاں تک کہ آج کل کی بات نہیں اس زمانہ کا تذکرہ ہے، جب نہ دیوبند کا
دارالعلوم تھا، نہ دیوبندی تھے، بلکہ نہ ابن عبد الوہاب تھا نہ دہابی تھے۔ بلکہ نہ ابن تیمیہ تھے نہ ابن
حزم۔ نہ داؤد ظاہری نہ تاج الدین فاکہانی۔ یعنی چھٹی صدی کے آخر تک اس محفل شریف کے
اہتمام کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ حضرت شیخ عمر موصلی۔۔۔ ایک عارف باللہ اور ولی
کامل۔۔۔ بارہویں شریف کو اس شان و شوکت سے میلاد شریف کرتے تھے جس کو دیکھ کر سلاطین
اسلام میں جوش پیدا ہوا اور سلطان ابوسعید مظفر سالانہ بارہویں شریف کی محفل پاک میں تین لاکھ
اشرفیاں خرچ کرنے لگے اور اسی محفل میں پڑھنے کیلئے حضرت وجیہ کلبی، صحابی رسول، کے پوتے

علامہ ابو الخطاب ابن وحید رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے میلا و شریف کی ایک کتاب بنام 'کتاب التوہیدی' مولود السراج المنیر، لکھی اور اس کو خود پڑھا۔ اس شاندار محفل کے بانی سلطان ابوسعید مظفر کیلئے علامہ زرقانی نے علامہ ابن کثیر کی مشہور تاریخ سے نقل کیا ہے کہ:

كانا شهما شجاعا بطلا عاقلا عادلا محمود السيرة
وہ سلطان بڑے بہادر، بڑے شجاعت والے،
اور نہایت دلیر و دانا، عدل والے اور کردار کے پسندیدہ تھے۔

--- ان کی محفل کے بارے میں علامہ ابن جوزی کا بیان ہے:

وكان يحضر عنده في المولد اعيان العلماء الصوفية
اس محفل میلا و شریف میں اکابر علماء و مشائخ شریک ہوتے تھے۔

--- امام جلال الدین سیوطی نے 'حسن المقصد' میں ان کی محفل کا نقشہ یوں کھینچا ہے:

احدثه ملك عادل عالم عالم وقصد به التقرب الى الله عز وجل
وحضر عند فيه العلماء والصالحون من غير تكبر
اس شان و شوکت کی محفل مبارک کی بنیاد رکھی، اس سلطان نے جو علم والے تھے اور نیت
یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو اور محفل مبارک میں سارے علماء اور مشائخ شریک ہوتے
بغیر کسی انکار و منکر کے۔

غرض علماء و اولیاء کا اس محفل مبارک پر اجماع ہو گیا یہ ۶۰۴ھ کی بات ہے۔ سلطان اس
محفل کو ۶۳۶ھ تک کرتے رہے اور وصال کیا اور تمام آئمہ و داعیان، علماء و مشائخ نے شرکت
برابر کی۔ اور اسی طرح یہ اجماع دلیل شرعی بن گیا۔ اس اجماع کے بعد پچاس سال گزر گئے تو تاج
الدین فاکہانی مغربی پیدا ہوا اور اس نے اس محفل مبارک سے شاید اپنی امید جو وابستہ کی ہوگی نہ
پائی تو سب سے پہلی آواز اٹھائی، مگر عالم اسلامی میں ایک غیر ذمہ دارانہ آواز کی کیا قدر ہوتی۔
خارق اجماع، فاکہانی اٹھا اور دب گیا اور اسلامی دنیا کا کیا حال ہوا، اس کو حضرت ملا علی قاری مکی
اور علامہ حلبی اور امام قسطلانی بیان کرتے ہیں کہ:

ثم لازال اهل السلام في سائر الاقطار والمدن
الكبار يختفلون في شهر مولده ويعتنون بقرائه

مولدہ الکریم ویظہر علیہم من برکاتہ کل فضل عظیم۔

پھر ہمیشہ سارے مسلمان تمام ملکوں اور بڑے بڑے شہروں میں محفل ماہ ربیع اول شریف میں کرنے لگے اور میلاد شریف پڑھتے لگے اور ان راس محفل پاک کی برکتیں اور فضل خداوندی کے جلوے ظہار ہونے لگے۔

----- سیرت حلبی ہیں علامہ سخاوی کا اور مواہب لدنیہ میں علامہ ابن الجزری کا بھی یہی بیان موجود ہے۔ غرض کہ اس محفل پاک کے استحسان پر سارے عالم اسلامی کا اجماع ساتویں صدی کے شروع میں ہو گیا اور یہ مبارک محفل سبیل المومنین ہو گئی جس کے بعد فاکہانی ہو یا وہابی یا دیوبندی کسی کو خلاف کرنے کا شرعاً حق نہیں رہا۔ مسلم الثبوت کے آخر قلم میں ہے:

ان اتفاق العلماء المحققین علی مہر الاغصان حجة کالاجماع
بہک علماء محققین کا اتفاق مدت تک چلا آتا دلیل شرعی ہے شل اجماع کے

----- علامہ بحر العلوم نے لفظ محققین کی شرح میں فرمایا:

وان کانو غیر مجتہدین

وہ محققین جو مجتہد نہ ہوں۔

۵۔۔۔ امام جلال الدین سیوطی 'حسن المقصد فی العمل المولد میں تحریر فرماتے ہیں:

يستحب لنا اظهار الشکر لمولدہ علیہ السلام بالاجتماع

والاطعام وغیر ذلك من وجوه القربات والمسرة

ہمارے لئے مستحب ہے شکر گزاری حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کی
جمع کر کے اور کھانا تقسیم کر کے اور تمام ایسی چیزوں سے جو خوب ہوں اور خوشیاں منا کر۔

۶۔۔۔ شیخ الاسلام ابن جزری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے سلسلہ

استاذہ میں بھی ہیں اور سلسلہ مشائخ میں بھی ہیں، فرماتے ہیں:

مما حال المسلم الموحّد من امتہ علیہ السلام یسر بمولدہ و

یذل ما تصل الیہ قدرقہ فی محبتہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمری انما

یکون جزاء من اللہ الکریم ان یدخلہ بفضلہ العمیم جنات النعیم۔

کیا کہتا ہے اس مسلمان موعود کا حضور کی امت میں جو خوشی منائے میلاد شریف کی

اور جی بھر کر حسب استطاعت خرچ کرے آنحضرت ﷺ کی محبت میں۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ اس کی جزاء رب کریم کی طرف سے یہی ہے کہ اپنے فضل عام سے اس کو جنت میں داخل فرما دے۔

(دیکھو شیخ الاسلام کی کتاب عرف العریف بالموند الشریف)

۷۔۔۔ انہی شیخ الاسلام کا ایک بیان کتاب 'مورد الروح فی مولد النبی' میں ملا علی قاری لکھا ہے کہ:

قال ابن جزری رحمة الله عليه ولقد حضرت في سنة خمس وثمانين و سبعمائة ليلة المولد عندة الملك الطاهر يرقوق رحمة الله عليه بقلعة ابيحيل فرأيت ماسوني وحزرت ما انفق في تلك الليلة على القراء والحاضرين من الوعاظ والمشددين وغيرهم نحو عشرة آلاف مثقال من الذهب مابين خلع و مطعوم و مشروب و مشموم و شموع و غيرها وعدت ذالك خمسا وعشرين حلقة من القراء البصليين

فرمایا شیخ الاسلام شمس الدین بن جزری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہ ۸۵۷ھ میں بارہویں شریف کی رات کو میں سلطان مصر ملک طاہر یرقوق کے تحت گاہ پہاڑ کے قلعہ میں گیا تو وہاں وہ دیکھا جس نے مجھ کو خوش کر دیا اور میرا اندازہ ہے کہ اس رات میں جو کچھ خرچ کیا قاریوں اور حاضرین واعظین اور نعت خوانوں وغیرہ پر تقریباً دس ہزار مثقال سونا رہا ہوگا خلعوں میں اور کھانے پینے میں اور خوشبو کی چیزوں اور چراغاں کرنے میں اور میں نے شمار کیا تو یکیس ۲۵ حلقے تو صرف ان پڑھنے والوں کے تھے جو ابھی بچے تھے۔

۸۔۔۔ ملا علی قاری نے حافظ الحدیث علامہ سقاوی کا بیان نقل فرمایا ہے کہ:

واما ملوك الاندلس والمغرب فلهم فيه يعني في ربيع الاول ليلة تسربها الركبان و تجتمع فيها ائمة العلماء الا عيان من كل مكان و يعلو بين اهل الكفر كلمة الايمان۔

'اندلس اور مغرب اقصیٰ کے سلاطین اسلام نے ربیع الاول کی ایک رات ایسی معین کی تھی کہ لوگ سوار یوں پر آتے اور اس شب کو جمع کرتے تھے اکابر آئمہ کرام ہر طرف سے اور غیر مسلموں میں کلمہ ایمان کا غلبہ ہوتا تھا۔'

۹۔۔۔۔۔ عالم اسلامی کے ذوق و شوق کو بیان فرما کر ملا علی قاری نے فرمایا:

ومن تعظیم مشایخهم و علماء ثم هذا المولد المعظم
ومجلس المكرم انه لا ياباه احد في حضوره رجاء ادراك نوره
سارے ممالک اسلامیہ مصر و اندلس و ممالک مغربی و ملک روم و عجم و ہند و غیرہ کے
مشائخ و علماء کا اس میلاد شریف و محفل لطیف کو با عظمت جاننا ایسا ہے کہ کوئی بھی شریک ہونے
سے انکار نہیں کرتا اس امید پر کہ نور پاک تک باریابی پائے۔

۱۰۔۔۔۔۔ اب آپ اکابر علماء ہند پر اجماعی نظر ڈالئے تو علمائے فرنگی محل اس میلاد
شریف کو کرتے چلے آ رہے ہیں، جن کی بدولت شہر لکھنؤ میں شب دواز دہم کو چراغاں، دربار
ذکر میلاد پاک، سلام و قیام کے اہتمام کا ملک میں مشہور شہرہ ہے اور متاخرین میں مولانا عبدالحی
صاحب نے بھی اس کے حق میں فتویٰ دیا۔ اور ان کے ارشد تلامذہ مولانا شاہ عین القضاۃ صاحب
کی مشہور محفل میلاد شریف کے دیکھنے والے ملک بھر میں موجود ہیں اور انھوں نے ایک کتاب
سبیل الرشاد فی اختفال المیلاد، رد منکرین کیلئے لکھا۔

۱۱۔۔۔۔۔ علمائے دہلی میں سب سے اقدم ذات حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ لیکن دیوبند کی تقدیر کا لکھا یہ ہے کہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی بھی
درہمین میں لکھتے ہیں:

اخبرنی سیدی الوالد قال كنت اضع في ايام المولد طعاما صلة
بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم يفتح فی سنت من السنین شیء اضع
به طعاما فلم اجد الا حمضا مقليا فقسمه ما بین الناس فرائیة صلی
اللہ علیہ وسلم بین یدیه هذه الحمص مبتهجا بشا شا۔

مجھ کو میرے والد نے بتایا کہ میں زمانہ میلاد شریف میں کھانا پکوا کر محفل میں تقسیم کرتا
تھاجی کریم ﷺ کے شوق وصال میں ایک سال مجھ کو کچھ میسر نہ آ سکا کہ میں کھانا تیار کرتا۔
بس بھنے ہوئے چنے تھے تو میں نے اسی کو تقسیم کر دیا تو میں نے دیکھا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ
والتسلیم کے آپ کے سامنے دینی چنے ہیں اور حضور خوش ہو رہے ہیں۔

۔۔۔۔۔ یہی شاہ صاحب اپنا واقعہ فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں:

كنت قبل ذالك بمكة المعظمة في مولد النبي صلى الله عليه واله
وسلم في يوم ولادته والناس يصلون على النبي صلى الله عليه وسلم
ويذكرون - ارضائه التي ظهرت في ولادته ومشاهدته قبل بعثته
فرائيت انواراً سطعت رفعة واحدة -

میں اس سے پہلے کہ معظمہ میں مولد النبی ﷺ میں بارہویں شریف ہی کو تھا سب لوگ
درد و شریف پڑھ رہے تھے۔ اور ان عجیب احوال کا تذکرہ ہوتا تھا جو ولادت شریفہ کے
وقت ظاہر ہوئے تھے اور بحث سے پہلے کے احوال کا بیان ہو رہا تھا کہ مجھے نظر آیا کہ انوار
چمک پڑے یکبارگی۔

۱۲۔۔۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے تو علی محمد خان صاحب
مراد آبادی کو خود لکھ بھیجا کہ عاشورہ کی مجلس اور بارہویں شریف کی محفل میلاد شریف میرے
معمولات سے ہے۔

۱۳۔۔۔ یہ انھیں محفلوں کے سالانہ مشاہدہ کا اثر ہے کہ خود مولوی اسحق صاحب اپنے
ماتہ مسائل کے سوال نمبر ۱۵ کے جواب میں آخر لکھ ہی دیا کہ:

’در مولود ذکر ولادت خیر البشر است
وآن موجب فرحت و سرور است‘

۱۴۔۔۔ مولوی اسحق صاحب کے تلمیذ جلیل حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب گنج
مراد آبادی نے حضرت مولانا عبدالمسیح رامپوری کے دریافت کرنے پر لکھ کر ڈاک سے جواب بھیجا
کہ:

’ما ہمراہ حضرت مولانا محمد اسحاق رفته ایم در میلاد آنحضرت‘
ہم لوگ اپنے استاد کے ساتھ محفل میلاد شریف میں شریک ہوتے تھے۔

۱۵۔۔۔ مولوی اسحاق صاحب کے دوسرے شاگرد مولانا فیض الحسن سہارنپوری

شفاء الصدور میں لکھتے ہیں:

ومن جاء مجلس الميلاد فله ان يقوم ان قاموا والافلا هكذا يقول
المولوى احمد على المحدث المرحوم تبعا لاستاذہ مولانا محمد
اسحاق المغفور

جو شریک محفل میلاد شریف ہو تو سب کے قیام کے وقت وہ بھی قیام کرے اور جہاں کوئی قیام نہ کرے تو یہ بھی وہاں قیام نہ کرے ایسا ہی قول ہے مولوی احمد علی محدث مرحوم کا پیروی کرتے ہوئے اپنے استاد مولانا اخلاق کی۔

۱۶۔۔۔ اُس کو خواہ محفل میلاد شریف کی کرامت کہئے یا جس کی محفل ہے اس کا معجزہ سمجھئے کہ اور تو اور تقویۃ الایمان و تذکیر الاخوان والے مولوی اسماعیل دہلوی، سارے وہابیوں کے امام اور دشمن و بدعت میں ان کے نزدیک معصوم المقام، انھوں نے بھی مولانا رشید الدین خاں دہلوی کے چودہ سوالات کے جواب دیئے ہیں اس میں تیرہویں سوال کا جواب دیتے ہوئے ان کے قلم سے الفاظ نکلے ہیں کہ:

قال الامام ابو شامہ شیخ المصنف رحمۃ اللہ علیہ ومن احسن ما ابتدع فی زماننا ما یفعل کل عام فی یوم الموافق لیوم مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم من الصدقات والمعروف واطهار النعمۃ والسرور فان ذلک ما بہ من الاحسان الی الفقراء مشعر بمحبۃ صلی اللہ علیہ وسلم وتعظمہ واجلالہ فی قلب فاعل ذلک وشکر اللہ تعالیٰ علی ما من بہ من ایجاد رسولہ الذی ارسلہ للعالمین رحمۃ اللہ علیہ وسلم فرمایا امام ابو شامہ یعنی امام نووی مصنف کے استاور تہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہ ہمارے زمانہ میں جو سب سے بہتر چیز نکلی ہے وہ سالانہ بارہویں شریف کو صدقات اور نیکی کرنا اور شادمانی و خوشی کا ظاہر کرنا ہے کیونکہ اس میں فقراء پر احسان کے ساتھ بتاتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت و تعظیم و توقیر محفل کرنے والے کے دل میں ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہے کہ اس کا بڑا احسان ہے کہ اپنے رسول کو پیدا فرمادیا اور انھیں رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا۔

۱۷۔۔۔ اس کو بھی خواہ چادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے سمجھئے یا الفضل ماشہدت بہ الاعداء قرار دیجئے، کہ انہی مولوی اسماعیل صاحب کے پیر صاحب سید احمد صاحب کی کہانی ہے کہ ان کے مرید خاص مولوی محمد علی نے پیر صاحب کے پروگنڈہ اور ایڈورٹائز کیلئے ایک کتاب بنام مخزن احمدی فارسی زبان میں لکھی جو ۱۲۹۹ھ میں مطبع مفید عام، آگرہ میں چھپی۔ اسی میں ان کے ایک سرنج کا تذکرہ ہے کہ اپنے اتنے ساتھیوں کے ساتھ یہ سفر ہوا کہ اس وقت کی یاد باقی ہے۔ کشتیاں گیارہ عدد کرنی پڑیں۔ ایک کشتی پر سید احمد صاحب اپنے گھرانے کی عورتوں، بچوں، رشتہ

داروں کے ساتھ، جن کی تعداد کوئی چالیس تھی سوار ہوئے۔ یہ کشتیاں چلتے چلتے لنکا کے ساحل پر پہنچیں تو سید احمد نے مریدوں پر رعب جمایا کہ یہ بھوتوں اور دیویوں کا مقام ہے۔ اگر انہوں نے ہماری طرف رخ بھی کیا تو پھر دیکھ لیا جائے گا۔ سب لوگوں کو رات بھر توبہ میں لگایا اور خود ادھر سے ادھر، یہاں سے وہاں، رات بھر چل پھر کرتے رہے کہ گویا جہاد کر رہے ہیں۔ صبح ہوئی تو کیا ہوا اس کیلئے 'مخزن احمدی' کے الفاظ یہ ہیں۔۔۔

'تآنکہ شب پایاں رسید و صبح صادق بد مید و جہاز از مکان خوف و هولناک بخیرت تمام بدر آمد ہر گامیکہ روز روشن شد نا خدا چند طبق حلواز حجروہ خویش بیرون آوردہ مجلس مولود شریف منعقد کردہ بعد از اختتام قصائد مولود یہ شیرینی تقسیم نمود'

'جب رات گئی اور صبح صادق کا وقت آیا اور رچہاز مفر و نہ خطر و غلبہ کے مقام سے نکل آیا اور پھر صاف دن کا وقت ہوا تو سید احمد صاحب کی کشتی کا ملاح کئی طباق میں حلوہ لیکر سب کے پاس آیا۔ اور محفل میلا و شریف منعقد ہوئی جب ذکر و لادت با سعادت پر مشتمل قصائد ختم ہو گئے تو شیرینی تقسیم کر دی۔

۱۸۔۔۔۔۔ متاخرین علمائے کرام میں حضرت مولانا لطف اللہ صاحب علی گڑھی
۱۹۔۔۔۔۔ حضرت مولانا فضل حق صاحب خیر آبادی نے تو مکرین کے رد میں کتاب بھی لکھی۔

۲۰۔۔۔۔۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب خیر آبادی۔

۲۱۔۔۔۔۔ حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب رامپوری۔

۲۲۔۔۔۔۔ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب بدایونی،

اور ان کا سارا علمی خاندان۔

۲۳۔۔۔۔۔ حضرت مولانا شاہ عبدالحق صاحب گلشن آبادی اور ان کا مقدس

علمی خاندان۔ غرض ہندوستان بھر کے اکابر مشائخ و علماء۔

۲۴۔۔۔۔۔ کانپور والے کانپوری میں دیکھ لیں حضرت مولانا شاہ سلامت

اللہ صاحب کانپوری۔

۲۵۔۔۔ حضرت مولانا احمد حسن صاحب کانپوری۔

۲۶۔۔۔ حضرت مولانا شاہ عبداللہ صاحب کانپوری۔

۲۷۔۔۔ حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب کانپوری۔

۲۸۔۔۔ حضرت مولانا نور محمد صاحب کانپوری

بانی مدرسہ احسن المدارس، کانپور۔

۲۹۔۔۔ حضرت مولانا فقیر محمد صاحب کانپوری۔

۳۰۔۔۔ حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب کانپوری۔

۳۱۔۔۔ حضرت مولانا ثار احمد صاحب کانپوری۔

۳۲۔۔۔ حضرت مولانا عبدالرزاق صاحب کانپوری جن کے دیکھنے والوں سے یا دیکھنے والوں سے سارا احوال سننے والے کانپور میں ابھی زندہ موجود ہیں کہ یہ اساطین دین محفل میلاد شریف اور اس میں سلام و قیام کو اہتمام سے انجام دیتے تھے۔

یہ لاکھوں کروڑوں آئمہ اسلام، علمائے اعلام و سلاطین فحام و داعیان دین خیر الانام ایک طرف اور متعلم کی جمعیۃ و شرفہ قلیلہ دوسری طرف۔ کون ذی ہوش ہے کہ ان علامات قیامت کی سننے اور ان آئمہ ہدایت کا دامن پاک چھوڑے۔

ہم نے ۱۶، ۱۷، اسی لئے لکھ دیا کہ فتویٰ نویس نے سارے عالم اسلامی کو بدعتی و مشرک بنا ڈالا، ان کو دکھا دیا جائے کہ ان کے کن کن آقاؤں کے دامن بھی زیر سنگ خارا ہیں۔

یوں نظر دوڑے نہ تر چھی تان کر اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ
هَذَا مَا عِنْدِي وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ
أَعْلَمُ وَعَلِمَةٌ جَلَّ مَجْدُهُ أَتَمُّ وَأَحْكَمُ



”گزارش“

اس ادارے کی سب سے اہم اشاعت ”معارف القرآن“ ہے جو کہ قرآن حکیم کا اردو میں نہایت شاندار ترجمہ ہے۔ اور ہماری دوسری شائع کی ہوئی کتابیں بلا ہدیہ ہیں جو کہ صرف ڈاک کا خرچہ ارسال کر کے ہم سے منگوائی جاسکتی ہیں۔ گزارش ہے کہ دین کا زیادہ سے زیادہ علم خود بھی حاصل کریں اور اپنے اہل خانہ کو بھی بہم پہنچائیں۔ اردو، انگلش اور دوسری زبانوں میں اسلامی لٹریچر فراہم کرنا اس ادارے کا ایک اہم مقصد ہے۔ ہمارے دیئے گئے نمبروں پر فوراً ہم سے رابطہ قائم کیجئے۔

ادارہ



تصدیق نامہ

میں نے گلوبل اسلامک مشن، ایف، بیو، آرک، یو ایس اے کی کتاب، نام

’مسئلہ قیام و سلام اور محفل میلاد‘

کی طباعت کے وقت اسکے ہر صفحہ کو حرفاً بحرف پڑھا ہے۔

تصدیق کی جاتی ہے کہ اس میں موجود قرآن کریم کی آیات کریمہ اور احادیث شریفہ کے الفاظ اور اعراب دونوں بالکل صحیح ہیں۔ اور میرا یہ سرٹیفکیٹ درستگی اور اغلاط سے پاک ہونے کا ہے۔ دوران طباعت اگر کوئی زیر، زبر، پیش، جزم، تشدید یا نقطہ چھپائی میں خراب ہو جائے تو اس کا متن کتابت کی صحت سے تعلق نہیں ہے۔۔۔ علاوہ ازیں۔۔۔ کتاب ہذا میں کوئی مضمون ملک و ملت کے خلاف نہیں ہے۔

فقط

المصدق

الربط علی

Syed Mahd. Ahmad Ali Noor
Research & Registration Officer
Syndicate, Karachi

سید محمد عظیم علی توری

ریسرچ و رجسٹریشن آفیسر

(گلبرگ، لاہور، سندھ) کراچی

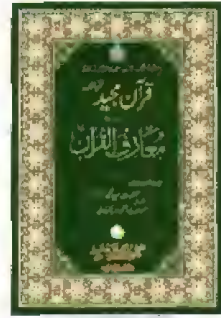


سید محمد عظیم علی توری

گلوبل اسلامک مشن، ایف،
بیو، آرک، یو ایس اے

معارف القرآن

اردو
ترجمہ
قرآن



مترجم: مخدوم الملت ابوالحامد حضور سید محمد محدث اعظم ہند
آسان، بہترین اور انوکھا ترجمہ قرآن جسکے بارے میں اعلیٰ حضرت
احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ 'شہزادے تم نے اردو میں قرآن لکھا ہے۔۔۔'



سید التفسیر المعدوف بہ تفسیر الشرفی

﴿التَّحْقُّقُ - سَيَقُولُ ۚ تِلْكَ الرُّسُلُ﴾



چالیس احادیث
مبارکہ کی محققانہ
مفصل شرح

الاحوال الشرفی

وفتہ ایم الخلیل الشرفی

شیخ الاسلام والمسلمین

سید محمد مدنی شرفی جیلانی

لما حق کی سرپرستی میں رواں دواں



اہلسنت وجماعت کا ایک چمکتا روشن ستارہ

Mailing Information:

P.O. Box 100
Wingdale, NY 12594
U.S.A.

كُلُّ نَبَلٍ اِسْلَامٍ مُّشْرِقٌ
كُلُّ نَبَلٍ اِسْلَامٍ مُّشْرِقٌ

ہم سب کو اسلام کی روشنی میں

Contact information:

Toll Free: (800) 786-9209
www.globalislamicmission.com
GIMUSA@GMAIL.COM